Ataunnabi.com

بچوں کے لیے

سنہری خلافت

محمد اسمٰعیل بدایونی

اسلامک ریسرچ سوسائٹی کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سنہری خلافت

تالیف و ترتیب

محمد اسمٰعیل بدایونی گولڈ میڈلسٹ

ایم اے اسلامیات، ایم اے تاریخ اسلام، ایم فل

لیکچرار گورنمنٹ سپیریئر سائنس کالج کراچی

اسلامک ریسرچ سوسائٹی کراچی

03322463260

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	سنہری خلافت
تالیف	محمد اسمٰعیل بدایونی
صفحات	۱۹۲
نظر ثانی	پروفیسر حامد علی علیمی
حسن اہتمام	فرحان احمد
اشاعت	۲۰۱۳
قیمت	۳۵۰
ناشر	اسلامک ریسرچ سوسائٹی

03322463260

Ismail.budauni@gmail.com

اسلامک رریسرچ سوسائٹی کی نئی مطبوعات اور کتابوں پر تبصرہ ملاحظہ فرمایئے

https://www.facebook.com/IslamicResearchSociety

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فہرست

• عتیق	10
• کمسن بت شکن	11
• یمن کا بوڑھا راہب	13
• جرأت و بہادری	17
• ظلم کی ہولناک داستان	26
• وحشیانہ تشدد	29
• سنہری ہجرت	35
• شبِ ہجرت	40
• غارِ ثور	42
• کفارِ مکہ کا تعاقب	43
• کسریٰ کے کنگن	45
• اسلامی ریاست کا قیام	49
• امامت کا حکم	50
• نبی کریم ﷺ کا وصال	51
• بیعتِ خلافت	53

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

- خلافت کے بعد خطبہ 54
- اسلامی سلطنت کے حالات 55
- لشکرِ اُسامہ کی روانگی 56
- مجاہدین سے خطاب 58
- لشکرِ اُسامہ کی کامیاب واپسی 60
- منکرین زکوٰۃ سے جنگ 61
- نبوت کے جھوٹے دعوے دار 63
- پہلے جامع القرآن 65
- اسلام کی روشنی 67
- وقتِ وصال 69
- قبول اسلام 70
- اظہار اسلام کا شوق 77
- اعلانیہ دعوتِ اسلام 78
- اعلانیہ ہجرت 79
- پہلی اسلامی ریاست 81
- منافق کا قتل 83
- منافق کی نمازِ جنازہ 87
- منصبِ خلافت 90

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

- ہر قل کی تشویش 91
- قتل کی سازش 93
- ایران کی فتح 95
- مٹی کا ٹوکرا 97
- رستم کا دربار 99
- جنگ قادسیہ 101
- فاروقِ اعظم اور جنگ قادسیہ 102
- شیر خوار بچہ 104
- رعایا کی خبر گیری 106
- کُرتا 108
- انتخاب 109
- انصاف اور گورنر کا بیٹا 110
- یاساریۃ الجبل 112
- دریائے نیل کو حکم 114
- نظامِ حکومت 116
- شہادت 117
- دولت مند تاجر 119
- مکہ میں ہلچل 120

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

- عثمان بن عفان کو بشارت 121
- ظالم چچا 124
- ہجرت 126
- ہجرت مدینہ 129
- یہودی کا کنواں 130
- سیدہ رقیہ ﷺ کا وصال 132
- احد کا میدان 133
- معاہدہ حدیبیہ 134
- سفیر رسول ﷺ 136
- طوافِ کعبہ کی پیش کش 137
- بیعتِ رضوان 138
- غزوہ تبوک اور ایثار 139
- مسجد نبوی کی تعمیر 140
- عثمان سے راضی 141
- غلہ کی مفت تقسیم 142
- منصب خلافت 143
- ایران سے بغاوت 145
- بحری جہاد 146

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

- عبداللہ ابن سبا 147
- بے چینی 148
- فساد کی چنگاری 149
- مشکوک خط 150
- باغیوں کو جواب 152
- کاشانۂ خلافت کا محاصرہ 153
- باغیوں سے مقابلہ کی اجازت 154
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت 155
- آغوشِ نبوت میں 156
- تربیت نبوت میں 158
- بسترِ نبوت پر 159
- دخترِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح 161
- شجاعت کا جوہر 162
- پہلوان کی موت 164
- فاتح خیبر 167
- بت شکن 170
- مثلِ ہارون 171
- اللہ کے لیے قتل 174

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

- شاندار فیصلہ 175
- زرہ اور یہودی 177
- نازک حالات 178
- منصب خلافت 180
- قصاصِ عثمان کا مطالبہ 181
- جنگ جمل 183
- توہین عائشہ کی سزا 185
- جنگ صفین 185
- ثالثوں کا فیصلہ 186
- خارجیوں سے جنگ 188
- قاتل 190
- شہادت 191
- نصیحت 192

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین

شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی

سنہری تحریر

بحمد اللہ عزیزی محمد اسمٰعیل بدایونی حفظہ اللہ الباری کی تحریر کردہ" سنہری سیرت "جو دو جلدوں میں چار سو صفحات پر مشتمل ہے جسے اسلامک ریسرچ سوسائٹی کراچی نے ۲۰۱۱ میں دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ شائع کیا ہے، باصرہ نواز ہوئی۔

موصوف کے والد جناب مولانا پروفیسر قاری ریاض احمد بدایونی صاحب خود ایک بڑی علمی شخصیت ہیں، لہذا ان کی سرپرستی اور تعلیم و تربیت نے انہیں اس لائق بنادیا کہ وہ مختلف دینی موضوعات پر جہاد بالقلم واللسان کا فریضہ ادا کرسکیں۔

آپ ایک مقامی کالج میں لیکچرار بھی ہیں اور جامعہ کراچی سے ڈاکٹریٹ بھی کررہے ہیں اس سے قبل آپ ایم فل کرچکے ہیں اور تقریباً نصف درجن سے کتب سپردِ قلم کرچکے ہیں۔

؎ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

مذکورہ کتاب سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر بچوں کے لیے سادہ اور آسان زبان میں بنیادی معلومات فراہم کرتی ہے،

کتاب کا بنیادی مقصد حب رسول ﷺ کے جذبے کو اجاگر کرکے اتباع رسول ﷺ کے لیے نئی نسلوں کو متحرک رکھنا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں اس مقصد میں کامیابی عطا فرمائے اور قارئین و معاونین و مؤلف کو ہر جگہ فیضانِ مصطفوی علیہ السلام سے فیض یاب فرمائے۔

آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد النبی الکریم وعلی آلہ واصحابہ اکرام الصلوۃ والتسلیم

احقر

ناصر الدین صدیقی قادری غفرلہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عتیق

رات کا اندھیرا آہستہ آہستہ چھٹ رہا تھا۔ سورج کی سنہری کرنیں مشرق کی اوٹ سے جھانکنا شروع ہو چکی تھیں اور آہستہ آہستہ ساری دنیا کو اپنے دامن میں سمیٹ رہی تھیں۔

اُم الخیر بہت دنوں سے اُداس تھیں اور اُداس کیوں نہ ہوتیں ان کی جو اولاد بھی ہوتی وہ بہت جلد اللہ تعالٰی کو پیاری ہو جاتی اور اُن کا کوئی بھی بچہ سلامت نہیں رہتا تھا۔

آج بھی اُم الخیر خانہ کعبہ میں موجود تھیں اور اپنے رب کی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہوئے التجاء کر رہی تھی:

اے میرے اللہ!۔۔۔۔۔۔۔اے میرے پروردگار!

اے دعاؤں کے سننے والے!

میں آج تیرے حضور یہ منت مانتی ہوں کہ اے اللہ! اگر تو نے مجھے بیٹا عطا کیا تو میں اپنے اس بیٹے کا نام عتیق رکھوں گی اور اسے کعبہ کی خدمت کے لیے وقف کر دوں گی۔

ابھی اس دعا کو کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ اُم الخیر کے ہاں ایک خوبصورت بچے نے جنم لیا۔ سارا خاندان اس بچے کی پیدائش پر بہت خوش تھا ہر طرف خوشیاں منائی جا رہی تھیں، بچہ کیا تھا سارے خاندان کی آنکھ کا تارا تھا۔ ہر کوئی اس بچے کو گود میں لیے رہتا۔

اُم الخیر نے منت کے مطابق اپنے فرزند کا نام عتیق رکھا اور اس نام کی ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ آپ نے موت سے آزادی پائی تھی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کمسن بت شکن

اُم الخیر کا یہ نیک فطرت بیٹا عتیق اب لڑکپن کی حدود میں قدم رکھ رہا تھا۔اُم الخیر کے ساتھ ساتھ ابو قحافہ بھی بہت خوش تھے۔

ایک دن ابو قحافہ نے اپنے بیٹے عتیق سے کہا کہ آؤ آج ایک خاص جگہ جانا ہے تیار ہو جاؤ سعادت مند بیٹے نے کب منع کرنا تھا فوراً ہی چلنے کے لیے رضامند ہو گئے۔

ابو قحافہ انہیں لے کر بت خانہ آ گئے اور اپنے بیٹے عتیق سے کہا: یہ تمہارے خدا ہیں ان کو سجدہ کرو، پھر انہیں اس بت خانے میں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے۔

کمسن عتیق نے جب ایک بے جان بت کو دیکھا تو اس سے کہا:

میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے۔

اب بُت تو بُت ہوتا ہے مٹی کا بنا ہوا جسے انسانوں نے بنایا ہوتا ہے اب وہ بے چارا بت جو اپنی تخلیق کے لیے انسان کا محتاج ہوتا ہے۔ جسے انسان نے ہی بنایا ہو وہ بھلا کیا کھانا دے گا۔بُت خاموش ہی کھڑا رہا۔

پھر آپ نے بُت سے کہا:

مجھے پہننے کے لیے لباس دے۔

بُت پھر خاموش رہا بھلا بُت کیا جواب دیتا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پھر آپ نے بُت سے کہا

میں تجھے پتھر مارتا ہوں اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔

بے جان بت اپنی جگہ ویسے ہی کھڑا رہا آپ نے ایک پتھر اٹھایا اور اس بُت کو دے مارا پتھر لگنے کی دیر تھی بے چارا بت فوراً ہی ریزہ ریزہ ہو گیا۔

اتنی دیر میں آپ کے والد واپس آ گئے انہوں نے جب یہ منظر دیکھا تو بہت ناراض ہوئے اور انہیں لے کر واپس گھر آ گئے اور آپ کی والدہ اُم الخیر کو سارا واقعہ سنایا۔

آپ کی والدہ اُم الخیر نے اپنے شوہر سے کہا: اس بچے کو اس کے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تو غیب سے آواز آئی تھی اے اللہ کی سچی بندی! تجھے خوشخبری ہو یہ بچہ عتیق ہے آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے محمد ﷺ کا دوست اور رفیق ہے۔

یہ واقعہ بارگاہ رسالت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود سنایا تھا جب آپ نے یہ واقعہ سنایا تو سیدنا جبریل امین تشریف لائے اور تصدیق کی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں یہ الفاظ تین دفعہ دہرائے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یمن کا بوڑھا راھب

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ پہلے مرد تھے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شمار مکہ کے بڑے تاجروں میں ہوتا تھا اور قبولِ اسلام سے قبل بھی آپ کی شرافت اور پاکبازی کی مثالیں دی جاتی تھیں۔

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تجارتی قافلہ یمن جانے کیلئے تیار تھا سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اونٹ پر سوار ہوئے اور یہ قافلہ یمن کی جانب روانہ ہو گیا۔

جب سیّدنا ابو بکر صدیق کا قافلہ یمن پہنچ گیا تو وہیں پر ایک طویل العمر جہاں دیدہ بوڑھا راہب کھڑا ہوا تھا اس راہب نے تمام آسمانی کتب کا مطالعہ کیا تھا اور وہ علوم جو سینہ بہ سینہ منتقل ہوئے تھے انہیں بھی جانتا تھا۔

جب اس بوڑھے راہب نے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اُس نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے لگتا ہے تمہارا تعلق حرم کعبہ سے ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بالکل میرا تعلق حرم کعبہ سے ہے۔

پھر اُس بوڑھے راہب نے پوچھا کہ تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا تعلق بنی تمیم سے ہے۔

اُس راہب نے کہا کہ ایک نشانی باقی رہ گئی ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے پوچھا وہ کون سی نشانی ہے؟“

بوڑھے راہب نے کہا کہ ”اپنے پیٹ پر سے کپڑا اُٹھایئے۔“

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلے تم اپنا مقصد مجھے بتاؤ جب تک تم اپنا مقصد نہیں بتاؤ گے میں اپنے پیٹ پر سے کپڑا نہیں اٹھاؤں گا۔

اُس بوڑھے راہب نے کہا کہ میں نے آسمانی کتابوں میں پڑھ رکھا ہے کہ حرم کی زمین پر ایک پیغمبر تشریف لائیں گے اور ان کے دو دوست ہوں گے ایک ادھیڑ عمر اور ایک جوان۔ ادھیڑ عمر شخص کے پیٹ پر سیدھے پیر کی طرف تل کا نشان ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ شخص تم ہو میں چاہتا ہوں کہ یہ آخری نشانی بھی دیکھ لوں۔

چنانچہ بوڑھے راہب کی خواہش پر سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیٹ پر سے کپڑا ہٹا دیا۔ تو پیٹ پر تل کا نشان موجود تھا اُس راہب نے کہا کہ ربِّ کعبہ کی قسم وہ ادھیڑ عمر شخصیت آپ ہی ہیں اور جب پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت کا اعلان کریں تو آپ اسلام لانے میں سبقت لے جایئے گا اور دیگر نصیحتیں اس راہب نے کیں۔

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب یمن سے تجارت کر کے واپس آنے لگے تو وہ بوڑھا راہب بھی آپ کو الوداع کہنے آیا۔ اُس بوڑھے راہب نے کہا: اے ابو بکر! میرے پاس اس پیغمبر کی تعریف میں چند اشعار ہیں آپ ان اشعار کو اُس نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیجئے گا۔

اُس نے وہ اشعار سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے دیئے۔

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قافلہ مکہ واپس آگیا۔ ابھی سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھر میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے کہ عتبہ اور شیبہ راستے میں ہی مل گئے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا عتبہ خیریت تو ہے؟

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عتبہ نے کہا: ابو بکر تمہارے دوست محمد (ﷺ) نے پیغمبری کا دعویٰ کر دیا ہے اور وہ ہمارے بتوں کو باطل قرار دیتے ہیں۔

اب آپ تشریف لے آئے ہیں تو اس معاملہ کو سلجھایئے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر وہیں سے ہمارے پیارے نبی ﷺ کے پاس آ گئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر ! میں اللہ کا رسول ہوں آپ دوسرے لوگوں کے ساتھ مجھ پر ایمان لے آیئے تاکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکیں۔

حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ آپ کے پاس دلیل کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: میری دلیل وہ بوڑھا ہے جسے آپ یمن میں ملے تھے۔

حضرت ابو بکر نے عرض کی کہ میں بہت سے بوڑھوں سے ملا ہوں اور اُن سے خرید و فروخت بھی کی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر ! وہ بوڑھا جس نے بارہ اشعار بطورِ امانت تمہیں دیئے اور میرے پاس بھیجے۔

اور وہ بارہ اشعار جو اُس راہب نے بطورِ امانت بھیجے تھے آپ ﷺ نے انہیں سنا دیئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دستِ مبارک پکڑا اور کہا "**اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد انک رسول اللہ**" جس نے بھی یہ خبر سنی حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

عبدالکعبہ (ابو بکر) نے اسلام قبول کر لیا؟ ہر ایک کی زبان پر یہی ایک سوال تھا۔

ہر کافر و مشرک کے چہرے سے پریشانی عیاں تھی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

چند ایک کے ماتھے پر تو بل بھی پڑ گئے تھے۔

لگتا ہے لات و عزّیٰ کی تباہی کے دن قریب آ گئے ہیں ایک مشرک سردار کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

منہ اچھا نہیں تو بات ہی اچھی کر لیا کرو۔ دوسرے نے اسے ٹوکا۔

لیکن اب ہو گا کیا؟ ولید بن مغیرہ نے کہا۔

کیا ہونا ہے؟ اگر اور بھی چند لوگ ان پر ایمان لے آئیں تو کیا فرق پڑے گا؟ پریشانی کی کوئی بات نہیں ابو جہل نے کہا۔

حالانکہ پریشانی ان سب کے چہروں سے عیاں تھی کیونکہ وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سماجی اہمیت سے بخوبی واقف تھے۔ لوگ ان کے پاس عدل اور انصاف کے لیے جایا کرتے تھے۔ لوگ ان کی شخصیت کے گرویدہ تھے انہوں نے لوگوں کے دلوں میں گھر کیا ہوا تھا۔

مشرکینِ مکہ کی پریشانی دن بدن بڑھ رہی تھی۔ اُن کی برسوں کی کمائی سادہ لوح لوگوں کو لوٹنا ان کا مقصد زندگی تھا ان کی مذہبی چودھراہٹ کے خاتمہ کا دن نزدیک آتا جا رہا تھا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تبلیغ اسلام کی کوششوں کو تیز کر دیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے آپ رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے حضرت عثمان بن عفان، عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ بن عبداللہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن العوام، حضرت ابو عبیدہ ابنِ جرّاح اور دیگر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جرأت و بهادری

رات بہت تاریک تھی بادلوں کی گرج، برستی بارش، کڑکتی بجلی ماحول کو اور ہولناک بنا رہی تھی۔

صبح صبح چڑیوں نے چہچہانا شروع کر دیا اور رات کی بارش نے ہر شئے کو نکھار کر رکھ دیا پھول اور پودے سب ہی مسکرا رہے تھے۔ ہر طرف سبزہ ہی سبزہ تھا۔

ایسا لگتا تھا کہ رات کے ہولناک منظر نے کبھی ڈیرے ڈالے ہی نہیں تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی فکر میں تھے کہ کیا اس دنیا میں چھائے ہوئے جہالت کے اندھیرے جلد دور ہو جائیں گے۔۔۔ کیا انسان اپنے ہی ہاتھوں تراشے ہوئے ان بتوں کی غلامی سے نکل سکے گا۔۔۔ کیا خون خرابہ، چوری ڈکیتی، جھوٹ، غیبت، چغل خوری کے ہولناک اندھیرے دور ہو جائیں گے۔

کیا عیاری، مکاری چور بازاری، دھوکہ دہی کی کڑک ختم ہو جائے گی۔۔۔ کیا دھونس دھمکی کی گڑگڑاہٹ انسانی زندگی کی جان چھوڑ دے گی۔

مئے توحید سے سرشار آنکھوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خمار ان کے یقین کو اور پختہ کر دیتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاں ایسا ضرور ہو گا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سچائی، محبت، پیار کی برسات انسانوں کو بھی نکھار دے گی۔۔۔۔ خلوص بھائی چارے کی فضا انسانیت کے چہرے کو بارونق بنادے گی بالکل اسی صبح کی طرح جس طرح رات میں ہونے والی برسات نے آج کی صبح کو نکھار دیا تھا۔

انسان کو گھیرے ہوئے یہ اندھیرے جلد توحید کی بارش سے دور ہو جائیں گے اور عشقِ رسول ﷺ کی سحر انسانیت کے چہرے کو ایک نئی رونق بخش دے گی۔

اب جدوجہد تیز کرنا ہوگی تبلیغِ اسلام کی ذمہ داری بہ حسن وخوبی ادا کرنا ہوگی اب تک مسلمانوں کی تعداد اڑتیس ہو چکی تھی۔

جامِ توحید نے جذبوں کو ایک نیا رنگ دیا تھا تو عشقِ رسول نے ان جذبوں کو جوش وولولہ عطا کیا تھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آقائے دو جہاں ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ! اب ہمیں اعلانیہ اسلام کی تبلیغ کرنا چاہیے، تبلیغِ اسلام کا فریضہ پوری قوت سے انجام دینا چاہیے۔

پیارے مصطفےٰ کریم ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاکیزہ اور انمول جذبوں سے خوب واقف تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! ابھی ہماری تعداد بہت کم ہے۔

عشقِ رسول ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جذبے کو جو جولانیاں عطا کی تھیں وہ آقائے دو جہاں ﷺ کی خدمت میں التجا کا رنگ اختیار کر چکی تھیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پیارے نبی کریم ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت فرماتے تھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر آپ ﷺ دارِ ارقم سے نکل کر حرم شریف میں تشریف لے آئے۔

تمام مسلمان اپنے اپنے قبیلے میں جا کر بیٹھ گئے۔

اب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو توحید اور عشقِ رسول ﷺ کا پیغام دیا۔۔۔روشنی کی کرنوں کی جانب دعوت دی۔

مگر وہ لوگ تو جہالت کے اندھیروں میں گم تھے۔۔۔گمراہیت اور کفر کے اندھیروں نے ان کی عقل کو اندھا کر دیا تھا۔۔۔ان کے دل ودماغ بت پرستی سے آلودہ تھے ان کو یہ اچھی اچھی باتیں بھلا کیوں اچھی لگتی۔

نیکی کرنا، اچھی بات کرنا، برائیوں سے بچنا، سچ بولنا، جھوٹ سے نفرت، بہت سارے بتوں کو چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت کرنا۔۔

وہ تو برائیوں کے عادی ہو چکے تھے، قتل وغارت گری کے سبب وحشت ان کے چہروں سے ٹپکتی تھی۔ یہ دعوت بھلا انہیں کیوں کر اچھی لگتی۔

بس اس دعوت پر وہ سارے کافر سیخ پا ہو گئے، وحشت ان کے چہروں پر ظاہر ہونے لگی اور شیطان تو اسی موقع کی تلاش میں تھا اس نے ان کے غصے کو اور ہوا دی بس پھر کیا تھا ذرا سی دیر میں ان لوگوں نے باقی مسلمانوں اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر چڑھائی شروع کر دی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر تو انہیں ویسے ہی بہت غصہ تھا آپ کی تبلیغ اسلام کی کوششوں سے تو وہ آگاہ ہو ہی چکے تھے، بس پھر کیا تھا ان لوگوں نے دھکا دے کر آپ کو زمین پر گرا دیا۔ پھر تو ہر کافر جس کے ہاتھ میں جو چیز تھی ڈنڈا، لاٹھی، ہنٹر اس نے اس سے آپ پر حملہ کر دیا۔ کسی کے پاس اگر کوئی ہتھیار نہیں تھا تو وہ لاتوں، ہاتھوں اور مکوں سے آپ پر حملہ کر رہا تھا۔

اتنے میں ان وحشیوں کا سب سے بڑا سورما عتبہ بن ربیعہ بھی آگیا اس نے اپنے بھاری بھر کم جوتے اتارے اور ان سے آپ کے چہرے کو مارنے لگا، اور آپ کے پیٹ پر چڑھ کر کودنے لگا۔

کافروں کے اس وحشیانہ تشدد سے آپ کا چہرہ سوج گیا جگہ جگہ سے خون رِس رہا تھا۔

آپ کے قبیلے کے لوگوں کو جب معلوم ہوا تو وہ دوڑتے ہوئے آئے اور دھکے دے کر مشرکین کو آپ سے دور کیا اور ان کے نرغے سے نکالا، اور یہ قسم کھائی کہ اگر ابو بکر کو کچھ ہوا تو وہ عتبہ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

آپ کے قبیلے کے لوگ آپ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لائے تھے آپ کی زندگی کے بارے میں کوئی بھی پر امید نہ تھا۔ آپ زخموں کی وجہ سے بے ہوش ہو چکے تھے۔

سارا دن غشی طاری رہی لوگ آپ کو آواز دیتے رہے لیکن آپ کوئی جواب نہیں دیتے۔

آج کا سورج بھی اس افسوس ناک واقعہ کے ساتھ غروب ہو رہا تھا اور اندھیرا آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مئے توحید سے سرشار عشق رسول کا خمار جہالت کے اندھیروں کو دور کرنے کی فکر میں تھا۔ آپ کو ہوش میں آتا دیکھ کر وہاں موجود لوگوں کے چہروں پر مسرت وخوشی رقص کرنے لگی، اور آوازیں بلند ہونے لگیں، پانی لاؤ، کسی نے آواز دی جوس لاؤ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہوش آ گیا ہے۔

وہ یقیناً یہ ہی سوچ رہے تھے کہ ابو بکر ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے پانی ہی مانگیں گے۔

مگر یہ کیا؟

آپ کی زبان سے پہلا جملہ جو ادا ہوا وہ یہ تھا:

مَا فَعَل رسول اللّٰہ ﷺ

بتاؤ میرے آقا کا کیا حال ہے؟

میرے ہادی کا کیا حال ہے؟

عشقِ رسول ﷺ کے خمار نے عشق و محبت کے باب کو ایک نیا رنگ عطا کیا تھا قبیلے کے لوگوں نے جب یہ سُنا تو انہیں برا بھلا کہنے لگے، ملامت کرنے لگے اور لوگ ناراض ہو کر چلے گئے۔

ان میں ایک عزیز نے آپ کی والدہ سے کہا: ان کا خیال رکھنا اور انہیں ضرور کچھ کھلا پلا دینا۔

ماں سے اپنے لختِ جگر کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔

ماں کی ممتا بے قرار و بے چین تھی، آنکھوں سے آنسو جاری تھے بیٹا! کچھ تو بول بیٹا!

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تنہائی کے اس ماحول میں ممتا کی آہیں اور سسکیاں ماحول کو اور دردناک بنا رہی تھیں۔

ایسا پیارا اور نفیس بیٹا جس نے زندگی میں کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگایا ہو جہالت کے ان بازاروں میں جہاں شباب کھلے عام نیلام ہوتا ہو وہاں اس نے اپنی پاکیزگی کو ہمیشہ قائم رکھا ہو۔ جس کے حُسن اخلاق کے اپنے اور پرائے سب ہی قائل ہوں۔

جس نے محلے میں کبھی کسی کو دکھ نہ دیا ہو جو ہر مشکل گھڑی میں ہر ایک کے کام آیا ہو۔

جس نے ہمیشہ مظلوموں کی مدد کی ہو آج ظالموں نے اسے کس طرح گھائل کیا ہے

اپنے اس لختِ جگر کی یہ حالت دیکھ کر اُمّ الخیر کی سسکیاں روکے نہیں رک رہی تھیں۔

بیٹا کچھ تو بولو بیٹا! رات کی تاریکی میں درد مند ماں کی پکار پر آپ نے آنکھیں کھولیں۔

ام الخیر نے جب آپ کو ہوش میں آتے دیکھا اور آنکھیں کھولتے دیکھا تو خوشی کی ایک چمک ان کے چہرے پر آئی اور اصرار کرنے لگیں بیٹا بولو کچھ تو بولو! کیا چاہیے؟

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پھر وہی جملہ دہرادیا:

ما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بتاؤ میرے آقا کا کیا حال ہے؟

مجھے بس یہ بتاؤ کہ میرے آقا کا کیا حال ہے؟

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ نے کہا پیارے بیٹے! اللہ کی قسم! مجھے تمہارے صاحب کا حال نہیں معلوم نہ مجھے ان کے بارے میں کچھ خبر ہے۔

بیٹا تم کچھ کھالو ام الخیر نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اصرار کیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امی جان! جب تک مجھے میرے آقا کا حال معلوم نہ ہو میں نہ کچھ کھا سکتا ہوں اور نہ کچھ پی سکتا ہوں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سرشار ہوتے ہوئے کہا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے کہا: امی جان! آپ اُمّ جمیل کے پاس جائیے اور ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں معلوم کیجیے۔

آپ کی والدہ اُمّ الخیر، اُمّ جمیل بنت خطاب کے پاس گئیں اور ان سے کہا کہ ابو بکر تم سے محمد بن عبداللہ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ وہ کیسے ہیں؟

حالات اس قدر نازک تھے کہ ام جمیل نے براہِ راست جواب دینا مناسب نہیں سمجھا اور کہا: کون ابو بکر؟ اور کون محمد بن عبداللہ؟

ہاں اگر تم پسند کرو تو میں تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے کے پاس چلی جاتی ہوں۔

اُم الخیر کے لیے یہی غنیمت تھا کہ اُمّ جمیل نے ان کے ساتھ جانے کی حامی تو بھر لی تھی۔ چنانچہ ام جمیل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ کے ساتھ ان کے گھر آ گئیں۔

جیسے ہی اُمّ جمیل نے آپ کی جانب دیکھا کہ آپ پر تو غشی طاری ہے اور نزع کی حالت محسوس ہوتی ہے، جسم زخموں سے چور چور ہے، چہرے پر سوجن اس قدر ہے کہ اس سوجن میں ناک ہی نظر نہیں آتی۔

اُمّ جمیل نے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر رونا، چیخنا شروع کر دیا اور کہا جس قوم نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے بے شک وہ فاسق و فاجر کافر ہے اور اللہ تعالیٰ ضرور ان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے انتقام لے گا ان آنسوؤں اور آہ و فغاں نے ماحول کی دردناکی میں اور اضافہ کر دیا اُمّ جمیل اور ام الخیر کے آنسو تھم ہی نہیں رہے تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی یہی سوال کیا

مَا فَعَلَ رسول اللہ ﷺ

بتاؤ میرے آقا کا کیا حال ہے؟

مجھے بس یہ بتاؤ کہ میرے آقا کا کیا حال ہے؟

ام جمیل نے کہا کہ آپ کی والدہ سُن رہی ہیں۔

آپ نے جواب دیا: ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

اُمّ جمیل نے مطمئن ہونے کے بعد کہا نبی کریم ﷺ خیریت سے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اس وقت میرے آقا، میرے ہادی ﷺ کہاں تشریف فرما ہیں؟

اُمّ جمیل نے بتایا کہ اس وقت نبی کریم ﷺ دار ابن ارقم میں تشریف فرما ہیں۔

اپنے پیارے آقا ﷺ کی خیریت کا سن کر دلِ بے قرار کو قرار آگیا۔ لیکن عشق و محبت کا دستور ہی نرالا ہوتا ہے۔

جب تک محبوب کا دیدار نہ ہو معراجِ عشق کی تکمیل نہیں ہوتی کہنے لگے۔

میں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ کچھ پیوؤں گا جب تک اللہ کے رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سر کی آنکھوں سے آپ ﷺ کو از خود نہ دیکھ لوں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان دونوں خواتین نے رات کا انتظار کیا تاکہ لوگوں کی آمد ورفت کم ہو تو وہ آپ کو لے کر گھر سے نکلیں۔ ہولناک رات کی شدت ابھی بھی قائم تھی۔

زخموں سے چور چور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیارے مصطفٰے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔

پیارے مصطفٰے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر جھک گئے اور آپ کو بوسے دینے لگے دیگر مسلمان بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جھک گئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رقت طاری ہو گئی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان جائیں مجھے کوئی تکلیف نہیں سوائے ان جوتیوں کے جو عتبہ نے میرے چہرے پر ماری ہیں۔

یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میری ماں ہیں انہیں ہدایت کی روشنی سے سرفراز فرمایئے مجھے یقین ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت انہیں جہنم سے آزادی عطا فرما دے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمّ الخیر کو دعوتِ اسلام دی۔

پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر آپ کی والدہ نے لبیک کہا اور اسلام قبول کر لیا۔

اندھیروں پر ایک اور کاری ضرب لگ چکی تھی پھر مسلمان خفیہ طریقے سے اسلام کی دعوت دیتے رہے اور آہستہ آہستہ اسلام کا یہ کارواں بڑھنے لگا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ظلم کی ہولناک داستان

عتبہ ! معاملات دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ابو جہل نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

کیسے معاملات ابوالحکم (ابو جہل کی کنیت) عتبہ نے لاپرواہی سے کہا۔

ارے غور سے سنو ! یہ روز بروز ان لوگوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور لوگ بہت تیزی سے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر مسلمان ہو رہے ہیں۔ابو جہل نے کہا۔

سورج نصف النہار پر آ چکا تھا عرب کی تپتی ہوئی دھوپ ان دونوں کے چہروں کو جھلسا رہی تھی۔

لیکن ابا الحکم ! (ابو جہل کی کنیت) اس بڑھتے ہوئے طوفان کو کیسے روکا جائے ؟عتبہ نے تشویش کے ساتھ کہا۔

کافروں کے دیگر سردار بھی جمع ہونے لگے تھے صرف ایک راستہ۔ان میں سے ایک نے کہا۔

وہ کیا؟سب نے چونک کر پوچھا۔

طاقت ! اگر ہم طاقت کا استعمال کریں تو اس طوفان کا راستہ روک سکتے ہیں ورنہ وہ دن دور نہیں جب ہمارے باپ دادا کا دین تباہ ہو جائے گا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اصل فکر تو انہیں اپنی چودھراہٹ کی تھی ان کی دکانیں بند ہونے جا رہی تھی

لیکن طاقت کا استعمال کیسے کیا جائے؟

تمہیں یاد ہے ابھی پچھلے دنوں جب ابو بکر پر عتبہ نے وحشیانہ تشدد کیا تھا تو قبیلہ تمیم نے قسم کھائی تھی کہ اگر ابو بکر کو کچھ ہوا تو وہ بدلے میں عتبہ کو مار دیں گے۔ایک سردار نے تشویش سے کہا۔

دھوپ بہت تیز ہو رہی تھی ایسا کرتے ہیں آج رات دار الندوہ میں جمع ہوتے ہیں اور اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکالتے ہیں رات کو چار سو پھیلتے ہوئے اندھیرے میں اندھیروں کے گرویدہ دار الندوہ میں جمع ہو رہے تھے

اندھیروں کے یہ بیوپاری ظلم و ستم کی نئی داستان رقم کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔

آخر حل ہے کیا؟ ایک سردار نے پوچھا

پریشانی کی کوئی بات نہیں ان پر زیادہ تر وہ لوگ ایمان لائے ہیں جو کمزور، غریب اور غلام ہیں۔

ان لوگوں کو نمونہ عبرت بنا دو انہیں اتنی اذیتیں دو کہ اذیت بھی پناہ مانگنے لگے اور ان کو ایسی سزا دو کہ آئندہ ان کی نسلیں بھی اسلام کے بارے میں سوچنا بھی چھوڑ دیں۔چہرے بڑھتی ہوئی سفاکی نے اس بولنے والے کے چہرے کو اور بھیانک بنا دیا

لیکن معاملہ اتنا آسان نہیں ابو بکر بن ابی قحافہ پر ہم نے بد ترین تشدد کیا تھا مگر ان کے قبیلے کے لوگ ان کی حمایت میں آ گئے اور یہ دھمکی بھی دی کہ اگر ابو بکر کو کچھ ہوا تو وہ عتبہ کو نہیں چھوڑیں گے۔لات و عزیٰ کے ایک پجاری نے دوبارہ یاد دلایا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اب اگر ہم نے ہر ایک کے ساتھ ایسا کیا تو تمام قبائل ہمارے مخالف ہو جائیں گے۔ایک اور سردار نے اپنی تشویش سے آگاہ کیا۔

نہیں اب کی دفعہ ایسا معاملہ پیش نہیں آئے گا ابو جہل نے کہا۔

لیکن وہ کیسے؟ تمام سردار چیخ اٹھے۔

اب ہم میں سے ہر شخص اپنے دیوتاؤں کی آبرو بچانے کے لیے اپنے بیٹے،اپنے غلام اور جو کمزور اس کی دسترس میں ہو بدترین تشدد کا نشانہ بنائے اور اسے یہ دین چھوڑنے پر مجبور کر دے اس پر اتنا ظلم کیا جائے،اتنا ظلم کیا جائے کہ وہ یا تو اسلام چھوڑ دے یا پھر یہ دنیا چھوڑ دے۔ابو جہل نے بغض وعداوت کے نشے میں چور ہو کر کہا۔

اس کے ساتھ ہی دارالندوہ میں کافروں کی میٹنگ ختم ہو گئی۔

دارالندوہ میں ہونے والے فیصلے پر تمام کافر متفق ہو چکے تھے۔ہر شخص جس کا بیٹا اسلام قبول کر چکا تھا وہ اپنے بیٹے پر تشدد کر رہا تھا،جس کے غلام نے اسلام قبول کیا تھا وہ اپنے غلام پر تشدد کر رہا تھا،جس کا بھتیجا،بھانجا،بہن بہنوئی،بھائی جو بھی نبی کریم ﷺ پر ایمان لاتا اور اسلام قبول کرتا وہ کافر اپنے ان رشتہ داروں پر زندگی تنگ کر دیتے اور ان میں سب سے زیادہ مجبور و مقہور تو وہ طبقہ تھا جو ان کافروں کے زر خرید غلام تھے اور اسلام کی روشنی نے ان کے سینوں کو ہدایت کے نور سے روشن کر دیا تھا۔

دوسرے دن کا سورج جب طلوع ہوا تو عالمِ کفر مظلوم مسلمانوں پر قہر بن کر ٹوٹ پڑا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وحشیانہ تشدد

اُمیہ بن خلف صبح ہی سے بہت بے چین اور اضطراب کی حالت میں تھا جب سے اس نے سنا تھا کہ اس کے غلام بلال حبشی نے اسلام قبول کر لیا ہے غصہ سے اس کا خون کھول رہا تھا۔

آج میں بلال کو وہ سزا دوں گا کہ وہ ساری زندگی یاد رکھے گا امیہ نے اپنا مکا اپنے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارتے ہوئے کہا۔

کیا تم نے اسلام قبول کر لیا ہے؟ امیہ بن خلف نے حضرت بلال کو دیکھتے ہی کرخت لہجے میں پوچھا۔

سیدنا بلال نے فرمایا ہاں!

بس یہ جواب سن کر تو امیہ بن خلف کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس نے آپ کا کھانا پینا بند کر دیا اور دوپہر کے وقت جب دھوپ خوب چمک رہی ہوتی اور عرب کی ریتیلی زمین آگ کی طرح تپ رہی ہوتی تو وہ آپ کو جھلساتی ہوئی گرمی میں اس زمین پر لٹا دیتا اور ایک بھاری پتھر آپ کے سینے پر رکھ دیتا اور کہتا یا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دین چھوڑ دو اور لات و عزیٰ کی عبادت کرو یا پھر اسی طرح تڑپتے سسکتے رہو یہاں تک کہ تمہاری جان نکل جائے امیہ بن خلف نے انتہائی سفاکی سے کہا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ نیم بے ہوش ہو چکے تھے لیکن اس عالم میں بھی یہی جواب دیتے رہے۔

اَحَدٌ اَحَدٌ

وہ یکتا ہے وہ یکتا ہے

میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور لات و عزّیٰ کا انکار کرتا ہوں۔

یہ جواب سُن کر اُمیہ آپے سے باہر ہو جاتا اور آپ کے گلے میں رسی ڈال کر محلے کے آوارہ لڑکوں کے ہاتھ میں تھما دیتا۔ وہ آورہ لڑکے حضرت بلال کو گھاٹیوں میں لے کر گھومتے اور گلیوں میں گھسیٹتے وہ آوارہ لڑکے اس زور سے رسی کو کھینچتے کہ گردن پر خراشوں کے سبب خون نکلنے لگتا لیکن حضرت بلال اس حالت میں بھی اَحَدٌ اَحَدٌ کا نعرہ بلند کرتے۔

ایک دن اُمیہ بن خلف نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بھوکا پیاسا آگ کی طرح تپتی ہوئی ریت پر لٹایا ہوا تھا اور آپ کے سینے پر بھاری پتھر رکھا ہوا تھا۔ حالت یہ تھی کہ پیاس کی شدت سے زبان حلق سے باہر آجاتی تھی اسی حال میں تھے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزر رہے تھے جب آپ نے اپنے ایک مسلمان بھائی کو اس حال میں دیکھا تو آپ سے رہا نہ گیا اور آپ نے انتہائی جرأت کے ساتھ فرمایا۔

اے اُمیہ !

اس مسکین کے بارے میں تم اللہ سے نہیں ڈرتے کب تک اس بے کس مظلوم پر ظلم کرتے رہو گے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امیہ نے انتہائی بدتمیزی سے کہا:

ارے ابو بکر! تم نے ہی تو اسے خراب کیا ہے اگر اتنی ہی ہمدردی ہے اپنے اس ہم مذہب سے، بہت ترس آرہا ہے تو اس غلام کو آزاد کرالو یا پھر اس غلام کو تم خرید لو۔ بولو! امیہ نے بدتمیزی اور جہالت کی تمام حدوں کو پار کرتے ہوئے کہا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے امیہ کی بدتمیزی کا جواب دینے سے گریز کیا اور کہا

اے امیہ!

میرا ایک غلام ہے قسطاس اور تم جانتے ہو اس کی قیمت کئی ہزار دینار ہے اور وہ میرے ایک کاروباری ادارے کا انچارج بھی ہے اور بلال کے مقابلے میں تندرست اور توانا بھی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تیرا ہم مذہب بھی ہے وہ لے لو اور اس کے بدلے بلال مجھے دے دو

اُمیہ کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ بلال کے بدلے قسطاس مل جائے گا اُمیہ فوراً ہی اس سودے پر راضی ہو گیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو لیا اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں بلال کو آزاد کر دیا

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

کیا بلال کے بدلے قسطاس! ــــــــــــــ مکہ میں جس نے بھی سنا وہ حیرت زدہ رہ گیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اتنا قیمتی غلام دے کر ابن قحافہ نے بلال خرید لیا اور اسے آزاد بھی کر دیا۔ بات سمجھ نہیں آ رہی ایک کافر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

کوئی نہ کوئی بات تو ہو گی جب ہی ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے بلال کو اس قدر زیادہ قیمت دے کر خریدا ہے ایک سردار نے کہا۔

مکہ کی ہر گلی محلے میں جس نے بھی اس خبر کو سنا تبصرہ کیے بغیر نہ رہ سکا۔

ارے! اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟ بلال نے کبھی ابو بکر پر کوئی احسان کیا ہو گا آج ابو بکر نے اس احسان کا بدلہ چکا دیا ایک اور سیانے نے اپنے طور پر داستان گھڑی۔

مکہ کی گلیوں میں کچھ اسی طرح کی چہ میگوئیوں کا سلسلہ جاری تھا کا فرسیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خلوص پر شک وشبہ کا اظہار کر رہے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب دوست کے خلوص پر شبہ اللہ تعالیٰ کی غیرت نے گوارا نہ کیا اور اسی وقت جبریل امین بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ وحی لے کر حاضر ہوئے اور کفار مکہ کی غلط فہمی کا ازلہ یوں فرمایا

وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُۥ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰٓ ۝ إِلَّا ٱبْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ ٱلْأَعْلَىٰ ۝

اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے (والیل آیت 19 تا 20)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اسلام قبول کرنے کی پاداش میں مکہ کے کئی غلام اور کئی کنیزیں ظلم و جبر کی چکی میں پس رہی تھیں ان کے مالک ان کو بد ترین تشدد کا نشانہ بنا رہے تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دینی غیرت و حمیت بھلا کیسے یہ گوارا کر سکتی تھی کہ ان کے دولت اسلام کے کام نہ آئے انہوں نے بہت سارے غلاموں کو ان کی قیمت ان کے مالکوں کو دے کر ان کو آزاد کرا لیا۔

مکہ کے کافروں پر یہ بات بڑی گراں گزر رہی تھی کہ ابو بکر صدیق ان کمزور مسلمان غلاموں کو خرید کر نہ صرف ظالم و جابر آقا سے نجات دلا رہے ہیں بلکہ ان کو آزاد بھی کر رہے ہیں۔

وہ لوگ اپنے طور پر یہ سوچنے لگے یہ اسلام قبول کرنا تو ان غلاموں کے لیے آزادی کا باعث بن گیا کہیں ایسا نہ ہو کہ دیگر غلام بھی اس آزادی کے لیے اس روش کو اپنا لیں۔

اُن میں سے کچھ لوگ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ کے پاس گئے اور ان سے کہنے لگے: تمہیں کچھ خبر بھی ہے کہ مکہ میں کیا ہو رہا ہے؟

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے۔

ابو قحافہ نے پوچھا: کیا ہو رہا ہے؟

انہوں نے کہا: آج کل آپ کے شہزادے کمزور و ناتواں مسلمان غلاموں کو مہنگے داموں خرید کر آزاد کر رہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ بیٹا سارا سرمایہ ضائع کر دے۔

ابو قحافہ نے ان لوگوں کی بات سنی اور کہا کہ میں اپنے بیٹے کو سمجھاؤں گا۔

اگلے دن ابو قحافہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اے میرے بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایسے غلاموں کو آزاد کر رہے ہو جو ضعیف اور کمزور ہیں اگر تمہیں غلام آزاد کرنے کا شوق ہے تو جوان اور طاقت ور غلاموں کو آزاد کرو جو مشکل میں تمہارے دست و بازو بنیں اور دشمن کے مقابلے میں تمہارے لیے سینہ سپر رہیں اور تمہاری مدد کریں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ سب تو میں اپنے پروردگار کی رضا کے لیے کر رہا ہوں۔

مکہ کے ایک گھر میں یہ گفتگو ہو رہی تھی اور رب کائنات نے باپ بیٹے کی اس گفتگو کو سنا اور یہ پیغام دے کر جبریل امین کو اپنے محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔

فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى (والیل 5تا7)

تو وہ جس نے دیا اور پرہیز گاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سنہری ہجرت

کافروں کا ظلم و ستم اپنی انتہا کو چھو رہا تھا کفار مکہ نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دیا تھا۔ آئے روز ان کے ظلم و ستم میں اضافہ ہی ہو رہا تھا تو پیارے نبی کریم ﷺ نے ان مظلوم مسلمانوں کو اس بستی سے حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت دے دی کافی مسلمان حبشہ کی جانب ہجرت کر چکے تھے۔

جب مکہ کے کافروں کو مسلمانون کے ہجرت کرنے کی خبر ملی تو ان کے غیظ و غضب کی کوئی حد نہ رہی اور مکہ میں موجود مسلمانوں پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے کہ الامان و الحفیظ۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اس بستی سے ہجرت کر جانے کو مناسب سمجھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک بستی برک الغماد پہنچے یہ بستی مکہ سے پانچ میل کی مسافت پر ہے راستے میں انہیں قبیلہ قارہ کے سردار ربیعہ بن رفیع ملے ان کی کنیت اِبنُ الدّغنّہ تھی۔

اے ابو بکر! کہاں کا قصد ہے؟ اِبنُ الدّغنّہ نے پوچھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے مجھے اذیت پہنچائی اور مجھ پر حالات تنگ کر رہے ہیں لہٰذا میں نے سوچا ہے عبادت کے لیے کسی اور جگہ چلا جاؤں۔

اب میں زمین میں سیر وسیاحت کروں گا اور اپنے رب کی عبادت کروں گا۔

اِبنُ الدَغِنَّہ نے کہا: اے ابو بکر! آپ جیسے شخص کو نہیں نکالنا چاہیے نہیں نکالنا چاہیے۔

آپ کے سبب سے خاندان وقبیلہ کی عزت وزینت ہے آپ تو مفلس نادار کے لیے مال کماتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، مصیبت میں جو لوگ مبتلا ہوتے ہیں آپ ان کے کام آتے ہیں ان کی مدد کرتے ہیں۔

میں آپ کو پناہ دیتا ہوں آپ اپنے شہر واپس لوٹ جائیے اور آزادی سے اپنے رب کی عبادت کیجیے۔

چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ واپس مکہ آ گئے۔

مکہ میں داخل ہو کر ابنُ الدَغِنَّہ نے کہا کہ میں نے ابو بکر کو پناہ دی ہے لہٰذا اب کوئی ان کو اذیت پہنچانے کی جرأت نہ کرے۔

سردارانِ قریش نے اس پناہ کو تسلیم کیا لیکن ایک شرط عائد کی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں ہی جس طرح چاہیں عبادت کریں مگر گھر سے باہر بالکل اجازت نہیں ہوگی اور قرآن کریم کی تلاوت وہ بلند آواز سے نہیں کریں گے کیونکہ ہمیں ڈر ہے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہ ہمارے کمزور عقیدے کے لوگ، عورتیں، بچے ان سے متاثر ہو کر باپ دادا کا دین نہ چھوڑ بیٹھیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پُرامن زندگی بسر کر رہے تھے اپنے گھر کے صحن میں آپ نے ایک چھوٹی سی مسجد بنالی تھی جس میں نماز ادا کرتے اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے۔

آپ کی آواز میں بڑا سوز تھا جب آپ تلاوت کرتے تو تلاوت سننے کے شوق میں باہر لوگوں کا ہجوم جمع ہو جاتا۔

کفار مکہ پہلے ہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بے چین تھے اب جب انہوں نے دیکھا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آواز میں اتنا سوز ہے کہ ایک مجمع ان کی تلاوت سننے کے لیے جمع ہو جاتا ہے تو انہوں نے اپنا ایک نمائندہ اِبن اُلدغنّہ کے پاس بھیجا۔

نمائندہ ابن اُلدغنّہ کے پاس گیا اور اس سے کہا:

اے اِبن اُلدغنّہ!

ہم نے تمہارے کہنے پر ابو بکر کو پناہ دی تھی اور یہ شرط عائد کی تھی کہ وہ اپنے گھر کے اندر نماز اور قرأت کیا کریں گے لیکن اب انہوں نے مسجد تعمیر کرلی ہے اور اس میں وہ بلند آواز سے اعلانیہ تلاوت کرتے ہیں۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری عورتیں اور بچے اپنے باپ دادا کے دین سے بیزار ہو جائیں۔

لہذا یا تو تم انہیں کہو کہ وہ بلند آواز سے قرأت نہ کریں یا پھر تمہاری پناہ تمہیں لوٹا دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ ہمیں کہیں کہ مکہ کے سرداروں نے تمہاری پناہ کا لحاظ نہیں کیا۔

اِبن اُلدغنّہ بڑے غور سے کفارِ مکہ کے نمائندے کی بات سن رہا تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس کی گفتگو سننے کے بعد ابن الدغنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کن شرائط پر میرا آپ کی قوم سے معاہدہ ہوا تھا؟

اب آپ یا تو میرے کیے ہوئے معاہدے کی پابندی کریں یا پھر میری پناہ مجھے واپس لوٹا دیں؟

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مومنانہ جرأت سے فرمایا:

میں تیری پناہ تجھے لوٹاتا ہوں میرے لیے اللہ کی پناہ کافی ہے۔

اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بے فکر ہو کر آزادنہ اسلام کی تبلیغ کرنے لگے۔

اب کافر اور پریشان ہوئے کہ ابو بکر بن قحافہ تو دن رات اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہیں انہوں نے آپ کو تکالیف پہنچانا شروع کر دی لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ثابت قدمی سے اسلام کی تبلیغ میں مصروف رہے۔

قریش کے ارادے دن بدن خطرناک ہوتے جا رہے تھے ایک دن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور ہجرت کی اجازت طلب کی۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے ابو بکر! اس معاملے میں جلدی نہ کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی رفیق سفر بنا دے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان نے عاشق رسول کے سینے میں امید کے اَن گنت چراغ روشن کر دیئے کہ یقیناً اس ہجرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نصیب ہو گا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اسی دن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو اونٹنیاں خریدیں اور ان کو چرنے کے لیے دوسری اونٹنیوں کے ساتھ جنگل نہیں بھیجتے تھے ان کے چارے کا انتظام گھر پر ہی ہوتا تھا کہ نہ معلوم کب سفر پر روانہ ہونا ہو اور اونٹنیاں پاس نہ ہوں اور منگوانے میں تاخیر ہو۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ روزانہ صبح سویرے یا پھر شام کو ہمارے گھر ضرور تشریف لاتے تھے۔

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلافِ معمول دوپہر کے وقت تشریف لائے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دوپہر کے وقت جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا تو کہنے لگے آج ضرور کوئی خاص بات ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں سے نکلنے اور ہجرت کا اذن دے دیا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ادب کے ساتھ عرض کی:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کیا مجھے بھی آپ کے ساتھ چلنے کی اجازت ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں ابو بکر تم اس سفر میں میرے ساتھ ہو گے۔

یہ سن کر سیدنا ابو بکر صدیق خوشی سے رونے لگے۔

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ

اللہ کی قسم ! اُس دن مجھے معلوم ہوا کہ خوشی کے بھی آنسو ہوتے ہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شبِ ھجرت

سورج آہستہ آہستہ مغرب میں غروب ہونے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔آہستہ آہستہ رات نے اسے مکمل اپنی آغوش میں چھپالیااور اپنے تاریک سائے کائنات پر پھیلادیئے۔

مکہ کے سورماء اپنی تلواروں سے چراغِ نبوت بجھانے کے لیے کاشانہ اقدس کا محاصرہ کر چکے تھے۔

لیکن اللہ تعالی نے ان کفر کی لومڑیوں کو ناکام و نامراد کر دیا۔

اور نبی کریم ﷺ ان کا محاصرہ توڑ کر اور ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے آئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو پہلے ہی سے تیار تھے آپ نے اپنی دونوں اونٹنیاں ، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا:

یارسول اللہ ﷺ میری ان دونوں اونٹنیوں میں سے جو آپ ﷺ کو پسند ہو وہ آپ ﷺ لے لیجیے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میں قیمت دے کر لوں گااور وہ قیمت دوں گا جس پر تم نے اسے خرید اہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فوراً ہی وہاں سے مدینے کی جانب روانہ ہو گئے۔

راستے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کبھی رسول اللہ ﷺ کے دائیں ہوتے کبھی بائیں کبھی آگے اور کبھی پیچھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر! کیا ماجرا ہے؟

تم کبھی آگے ہوتے ہو کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں پہلے تو تم کبھی اس طرح نہیں چلے

انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ مجھے جب کوئی خطرہ آگے سے محسوس ہوتا ہے تو میں آگے آجاتا ہوں جب پیچھے سے محسوس ہوتا ہے تو میں پیچھے ہو جاتا ہوں۔ دائیں سے محسوس ہوتا ہے تو دائیں ہو جاتا ہوں کہیں کوئی دشمن گھات لگائے تو نہیں بیٹھا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے اس جانثار عاشق سے پوچھا:

اے ابو بکر! کیا تم اس چیز کو پسند کرتے ہو کہ اگر کوئی تکلیف پہنچے تو تمہیں پہنچے مجھے کچھ نہ ہو؟

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

جی ہاں یارسول اللہ ﷺ ! رب کائنات کی قسم!

جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ کوئی بھی تکلیف و مصیبت پہنچے تو مجھے پہنچے لیکن آپ ﷺ کو کچھ بھی نہ ہو۔

راستے میں کئی مقام ایسے آئے جہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو اپنے کاندھوں پر اٹھالیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

غارِ ثور

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کندھے پر اٹھائے ہوئے غارِ ثور تک لے آئے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتارا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے میں غار میں جاتا ہوں اگر کوئی موذی جانور یا درندہ ہو تو وہ پہلے مجھے اذیت پہنچائے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار کے اندر تشریف لے گئے۔ تاریک رات اور پھر غار کے اندر اندھیرا ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا پہلے غار کو صاف کیا غار کے چپے چپے کو ہاتھ سے ٹٹولا جہاں جہاں سوراخ محسوس ہوئے انہیں اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر بند کیا چادر ختم ہو گئی لیکن ایک سوراخ باقی رہ گیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس سوراخ پر اپنا پاؤں رکھ دیا پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف لے آیئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار کے اندر تشریف لے آئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرما ہو گئے۔

ادھر جس سوراخ کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی ایڑی سے بند کیا تھا اسی سوراخ میں ایک سانپ تھا، اس سانپ نے آپ کی ایڑی پر ڈس لیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صبر کے ساتھ اس تکلیف کو سہتے رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو ان کی حرکت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام میں خلل آئے۔

لیکن جب درد حد سے بڑھ گیا تو تکلیف کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جب نبی کریم ﷺ نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ یارِ غار کی آنکھوں میں آنسو ہیں
حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر کیا بات ہے؟
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔
نبی کریم ﷺ نے اپنا لعابِ دہن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر لگایا تو زہر کا اثر فوراً ہی ختم ہو گیا۔

کفار مکہ کا تعاقب

کفار مکہ نے ابھی تک کاشانۂ اقدس کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ سورج کی کرنیں آہستہ آہستہ رات کی تاریکی کو نگل رہی تھیں اور صبح کا اجالا ہر طرف پھیل رہا تھا۔
ارے یہ کیا؟ تمام کافر حیرت کا بُت بن گئے۔
یہ نبی کریم ﷺ کے بستر پر تو حضرت علی سو رہے ہیں۔
جنگل کی آگ کی طرح یہ خبر مکہ کے ہر گھر تک پہنچ گئی کہ نبی کریم ﷺ مکہ کے سورماؤں کا حصار توڑ کر ہجرت فرما گئے ہیں تو وہ توہکا بکا رہ گئے کہ یہ کیسے ہو گیا؟
بتانے والے نے انہیں بتایا کہ جاتے ہوئے وہ تمہارے سروں میں خاک بھی ڈال گئے ہیں اب جب انہوں نے اپنے سروں کو ٹٹولا تو دیکھا کہ واقعی سروں پر خاک پڑی ہوئی تھی۔ اب تو انہوں نے آپ ﷺ کو پکڑنے کے لیے چاروں طرف اپنے ہرکارے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دوڑا دیئے۔ کچھ کافر تو قدموں کے نشانات کا تعاقب کرتے کرتے غار کے دھانے پر بھی پہنچ گئے۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے غار کے دھانے پر ایسا انتظام فرمادیا کہ کافر وہاں سے خالی ہاتھ لوٹ گئے۔ غار کے دھانے پر ایک مکڑی نے جلدی سے ایک بڑا جالا بنا دیا اور کبوتر کے ایک جوڑے نے وہاں گھونسلہ بنا کر انڈے دے دیئے۔

مکڑی کے جالے کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ یہ تو حضور ﷺ کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے جب کفارِ مکہ نے غار کے دھانے پر کبوتروں کا گھونسلا دیکھا اور ان کے انڈے دیکھے تو کہنے لگے، غار کے اندر جانے کی ضرورت نہیں اس کے دھانے پر ایک مکڑی کا جالا بھی ہے جو محمد ﷺ کی پیدائش سے بھی پہلے کا معلوم ہوتا ہے اور کبوتری نے انڈے بھی دیئے ہوئے ہیں اگر اس غار میں کوئی انسان ہوتا تو نہ مکڑی جالا بنتی نہ کبوتری انڈے دیتی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب کفار مکہ کو اتنے قریب دیکھا تو نبی کریم ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اب دشمن ہمارے اس قدر نزدیک آگئے ہیں اگر وہ اپنے قدموں پر نگاہ ڈالیں گے تو ہمیں دیکھ لیں گے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لا تحزن ان اللہ معنا غم نہ کھا بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

انہوں نے صبح سے شام تک تمام راستے چھان مارے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔

تب انہوں نے اعلان کیا جو کوئی بھی آپ ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر لائے گا اسے ہر ایک کے بدلے سو 100 اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ لوگ انعام کے لالچ میں چاروں طرف آپ کو ڈھونڈنے نکل کھڑے ہوئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کسریٰ کے کنگن

صبح جب کفارِ مکہ کو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اُن کا محاصرہ توڑ کر نکل چکے ہیں تو آپ کا تعاقب کیا مگر ناکام رہے جب تلاش کے باوجود نہیں ملے تو وہ اور پریشان ہوئے انہوں نے پورے مکہ میں یہ اعلان کر دیا کہ جو کوئی انہیں زِندہ یا مردہ پکڑ کر لائے گا اُس کو سو اُونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔

کفارِ مکہ تو پہلے ہی آپ ﷺ کے خون کے پیاسے تھے جب اتنے بڑے انعام کا سُنا تو اپنے گھوڑوں اور اونٹوں پر بیٹھ کر چاروں طرف پھیل گئے۔

سُراقہ بن مالک بھی اُن لوگوں میں سے ایک تھا یہ اپنے گھر میں بیٹھا اپنے حواریوں سے بات کر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص اس کی بیٹھک میں داخل ہوا کہنے لگا: سُراقہ میں نے ابھی ابھی تین پرچھائیاں دیکھی ہیں جو ساحلِ سمندر کی جانب جا رہی تھیں میرا خیال ہے کہ یہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی ہیں۔

سُراقہ سمجھ گیا کہ یہ وہی لوگ ہیں سراقہ نے اُس شخص سے کہا کہ تمہارا اندازہ بالکل غلط ہے یہ وہ لوگ نہیں ہیں تم نے کسی اور کو دیکھا ہو گا، سُراقہ نے اس شخص کو ڈانٹ کر وہاں سے چلتا کر دیا۔

مگر سُراقہ کو یقین تھا کہ یہ وہی ہیں لہٰذا اُس نے فوراً ہی اپنی لونڈی کو بلایا اور اُس کے کان میں کہا کہ میرا گھوڑا جلدی سے تیار کرو اور کسی کو معلوم نہ ہو میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں تھوڑی دیر میں واپس آجاؤں گا مگر کسی کو خبر نہیں ہو پھر وہ اپنے حواریوں سے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

گفتگو کرنے لگا۔اُس نے اپنے حواریوں سے گھر میں ایک ضروری کام کا بہانہ کیا اور اپنے گھر کے پچھلے دروازے سے نکل گیا اور حضور ﷺ کے تعاقب میں گھوڑے کو سرپٹ دوڑانے لگا۔

یہاں تک کہ وہ حضور ﷺ کے قریب پہنچ گیا کہ اچانک اس کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور یہ زمین پر گر گیا۔

اس نے اپنے ترکش سے فال نکالنے کیلئے تیر نکالا تو اس کا ناپسندیدہ تیر اس کے ہاتھ میں آ گیا۔فال بتارہی تھی کہ اس قافلے کا پیچھا کرنا مناسب نہیں ہے اور میں انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

مگر سو اُونٹوں کا لالچ اُس پر سوار ہو چکا تھا اس نے فال کی پرواہ نہیں کی اور دوبارہ گھوڑے پر سوار ہو کر تعاقب کرنے لگا۔

اور اس قافلے کے اتنے نزدیک پہنچ گیا کہ حضور ﷺ کی قرأت کی آواز اسے سنائی دے رہی تھی۔

ادھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بار بار پیچھے مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے یارِ غار!

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

سراقہ کا گھوڑا قریب سے قریب تر آتا جارہا تھا۔ابو بکر بے اختیار رو پڑے۔

ارشاد ہوا، ابو بکر کیوں رو رہے ہو؟

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان میں اپنی جان کے خوف سے نہیں بلکہ آپ کی خاطر رو رہا ہوں۔

آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! جس طرح تو چاہے اس کے شر سے ہمیں بچا۔

ادھر زبانِ محبوب سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ سراقہ کا گھوڑا لڑکھڑا کر گر پڑا اس کے دونوں اگلے پیر پتھریلی زمین میں دھنس گئے۔ اب سراقہ نے دوبارہ فال نکالی اس دفعہ بھی فال میں اس کے ہاتھ اس کا ناپسندیدہ تیر آیا یعنی تم ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتے یہ دیکھ کر اس کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ کوئی بھی ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

اُس نے قافلہ والوں کو پکارا اور کہا: اے محمد (ﷺ)! میں جان چکا ہوں کہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ آپ کی مخالفت کی وجہ سے میرا گھوڑا زمین میں دھنس گیا ہے اللہ سے دعا فرمایئے مجھے نجات دے میں نہ صرف آپ کا تعاقب چھوڑ دوں گا بلکہ آنے والوں کو بھی واپس لوٹا دوں گا۔

نبی کریم ﷺ نے اُس کیلئے دعا فرمائی تو زمین نے اس کو چھوڑ دیا۔

سُراقہ نے کہا: میرے لیے پروانہ امن لکھ دیجئے جو میرے اور آپ کے درمیان ایک نشانی رہے آپ ﷺ نے ابو بکر کے غلام عامر بن فہیرہ کو حکم دیا کہ اس کو امان لکھ دو انہوں نے چمڑے کے ٹکڑے پر امان نامہ لکھ دیا۔

سراقہ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ آپ کی قوم نے آپ کو گرفتار کرنے کے عوض سو اونٹوں کا انعام رکھا ہے اور آپ ﷺ کے بارے میں اُن کے ارادے بڑے خطرناک

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہیں۔ اُس نے آپ ﷺ کو سواری اور زادِ راہ کی بھی پیش کش کی مگر آپ ﷺ نے اُس سے ہر قسم کا سامان لینے سے انکار کر دیا۔

بس اتنا فرمایا کہ ہمارا راز فاش مت کرنا۔

سُراقہ جب وہاں سے واپس جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے سُراقہ! اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا؟ جب کسریٰ کے کنگن تمہارے ہاتھوں میں ہوں گے۔

سراقہ بن مالک نے حیرت سے پوچھا: کیا کسریٰ بن ہرمز کے کنگن؟

حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں!

سراقہ سوچ میں پڑ گیا کہاں کسریٰ بن ہرمز کے کنگن اور کہاں میں۔

واپسی میں جو لوگ اُسے ملے اُس نے اُنہیں واپس روانہ کر دیا کہ یہاں کچھ بھی نہیں ہے میں نے دور تک دیکھ لیا ہے۔ تمہارے جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

جب مکہ فتح ہوا اور آپ ﷺ حنین اور طائف کو فتح کر چکے تو یہ وہ امان نامہ لیکر حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔

اور جب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن مالِ غنیمت میں آئے تو سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں سے یہ کنگن حضرت سراقہ بن مالک کو پہنائے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اسلامی ریاست کا قیام

نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر نے قبا میں کچھ دن قیام کیا اور پھر وہاں سے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ وہاں پر موجود مسلمانوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ روزِ اوّل سے ہی اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے کوشاں تھے۔ اسلام دن بدن، روز بروز ترقی کر رہا تھا کفر کی تاریکیوں کا زور ٹوٹ رہا تھا۔ ہدایت کی روشنی کا نیا آفتاب طلوع ہو رہا تھا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر محاذ، تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ تھے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر جہاد کے لیے مال کی اشد ضرورت تھی اس موقع پر ایثار کا ایسا مظاہرہ آپ نے کیا کہ رہتی دنیا تک کوئی ایسا ایثار نہ کر سکے گا۔

آپ نے اپنے گھر کا تمام سامان، تمام مال و دولت لا کر پیارے نبی ﷺ کی بارگاہ میں ڈھیر کر دیا اور خود ٹاٹ کے کپڑے پہن لیے

اللہ کے نبی ﷺ نے دریافت کیا: اے ابو بکر!

گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟

عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔

تقریباً ۱۲ سال کا عرصہ مدینے میں گزر چکا تھا اور اسلام کی دعوت عرب کی سرزمین سے نکل کر عالم دنیا کو منور کر رہی تھی مکہ فتح ہو چکا تھا اور اہل مکہ نے اسلام قبول کر لیا تھا اور اب سلطنتِ اسلام کی سرحدیں ایران و روم کی سلطنتوں سے مل چکی تھیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امامت کا حکم

نبی کریم ﷺ کی طبیعت ناساز تھی۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نماز کی اطلاع دینے کے لیے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ابو بکر سے کہو نماز پڑھائیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے امامت فرمائی۔

آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

یہ بات نہ اللہ کو منظور ہے اور نہ مومنوں کو کہ ابو بکر کے علاوہ کوئی اور امامت کروائے۔

نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازوں کی امامت کی۔اس طرح نبی کریم ﷺ نے اپنے بعد خلافت کا فیصلہ فرما کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ نامزد کر دیا تھا۔

ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میں نے صحابہ میں سے ابو بکر سے افضل کسی کو نہیں پایا اور اگر میں بندوں میں سے اپنا خلیل کسی کو بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔ لیکن ابو بکر سے میرا تعلق ہم نشینی، بھائی چارے اور ایمان کا ہے یہاں تک کہ اللہ ہمیں اپنے پاس اکٹھا کرے۔(بخاری شریف)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال سے پہلے مسجد نبوی میں تشریف لائے لوگوں سے گفتگو کی حضرت اُسامہ بن زید کے لشکر کے لیے دعا کی اور انہیں حکم دیا کے وہ روم کی جانب روانہ ہو جائیں۔

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے کچھ ہی دیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر شہر مدینہ اور اس کے ارد گرد کے علاقوں میں پہنچ گئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر تمام صحابہ شدتِ غم سے نڈھال تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حالت تو سب سے مختلف تھی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا انکار کر رہے تھے۔

جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا

اے عمر! بیٹھ جاؤ

مگر وہ نہ بیٹھے۔

اس وقت سب ہی غم سے نڈھال تھے۔

آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تم میں سے جو شخص رسول اللہ ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو وہ سن لے کہ آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو وہ بھی سن لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہ آئے گی۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿سورۃ العمران 144﴾

اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو وہ حیران اور ششدر رہ گئے اور انہیں یہ یقین ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ وصال فرما چکے ہیں اس یقین کا ان پر اتنا اثر ہوا کہ خود فرماتے ہیں کہ میری ٹانگوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا اور میں زمین پر گر گیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بیعتِ خلافت

مسلمان غم سے نڈھال تھے دوسرا سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ اب اُمّتِ مسلمہ کا سربراہ کسے چنا جائے؟

کون ہے جو اللہ کے رسول کا خلیفہ ہو؟

تمام لوگوں کی نظر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر پڑیں۔

- آپ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔
- ہجرت کے موقع پر آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے۔
- سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بہترین دوست تھے۔
- اللہ کے رسول نے آپ کو امیرِ حج بنایا۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں آپ نے نمازوں کی امامت کی۔
- اسلام کی ترویج واشاعت میں سب سے زیادہ جدوجہد آپ نے کی۔

انہی باتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں نے متفقہ طور پر آپ کو خلیفہ چن لیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خلافت کے بعد خطبہ

خلافت کے ذمہ داری کے بعد آپ نے سب سے پہلا خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو!

مجھے تمہارا امیر مقرر کیا گیا ہے حالانکہ میں تم لوگوں سے بہتر نہیں۔ اگر میں بہتر کام نہ کروں تو میری اصلاح کرو۔

یاد رکھنا!

سچ بولنا امانت ہے اور جھوٹ بولنا خیانت

یاد رکھو! تم میں سے کوئی شخص کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو لیکن جب تک میں اسے اس کا حق نہ دلا دوں وہ میرے نزدیک بہت طاقتور ہے اور تم میں سے کوئی شخص کتنا ہی طاقت ور کیوں نہ ہو اور اس نے کسی کا حق دینا ہے تو اس سے حق وصول کر لینے تک وہ میرے نزدیک بہت کمزور ہے (یعنی میرے ہوتے ہوئے کسی کمزور شخص کی حق تلفی نہیں ہو سکتی اور کوئی طاقت کے بل بوتے پر کسی کی حق تلفی نہیں کر سکتا)

اے لوگو!

جہاد چھوڑ دینے والی قوم پر اللہ تعالیٰ ذلّت مسلط کر دیتا ہے اور بے حیا قوم پر مصائب نازل کرتا ہے،

جب تک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہوں تم میری اطاعت کرتے رہنا اور جب میں ان کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت نہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اسلامی سلطنت کے حالات

حالات ایک مرتبہ پھر بہت بڑی تباہی کی نشاندہی کر رہے تھے۔چاروں جانب اندھیرے اپنی یلغار کے لیے تیار تھے۔جہالت کا عفریت ایک مرتبہ پھر بنی نوع انسان پر شب خون مارنے کی تیاری کر رہا تھا۔

رسم و رواج کے باطل سانپ پھر بنی نوع انسان کو ڈسنے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔اندھیروں کے بیوپاری تاریکی کا کاروبار کرنے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔عصبیت کا اژدھا بنی نوع انسان کو نگلنے کی تیاری میں مصروف تھا۔

عرب کے قبائل مرتد ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔یہودی اور عیسائی اسلام کے خلاف سازشوں کے جال بُن رہے تھے۔

ایک گروہ زکوۃ کو جزیہ اور ٹیکس قرار دے رہا تھا۔منکرین زکوۃ کا فتنہ سر اٹھا رہا تھا تو دوسری جانب نبوت کے جھوٹے دعوے دار پیدا ہو چکے تھے۔

منافقین کی ریشہ دوانیاں اپنی جگہ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں اسلام پر شب خون مارنے کی تیاری کر رہی تھیں۔

ان خراب ترین حالات میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلافت کی ذمہ داری نبھانی تھی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لشکرِ اُسامہ کی روانگی

اے خلیفۃ الرسول ! ایک مرتبہ پھر نظر ثانی کر لیجیے اپنے فیصلے پر۔ایک صحابی رسول نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا:

اس وقت چاروں طرف سے فتنوں کی یلغار ہے پہلے ان فتنوں کو دبایا جائے، پہلے داخلی حالات پر غور کیا جائے اور لشکر اسامہ کو روم کی جانب روانہ کرنے کے بجائے فتنوں کو دبانے میں مدد لی جائے۔ایک اور صحابی نے عرض کی۔

لشکرِ اُسامہ روم کی سرحد پر لڑنے کے لیے روانہ ہو چکا تھا ابھی راستے میں ہی تھا کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کی خبر ملی اور وہ راستے ہی سے واپس لوٹ آیا تھا اب ان کی دوبارہ روانگی کے حوالے سے اجلاس ہو رہا تھا۔

کچھ نے یہ تجویز دی کے حضرت اُسامہ کی عمر 26 سال ہے ان کے بجائے کسی تجربہ کار شخص کو لشکر کا سپہ سالار بنایا جائے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

خدا کی قسم !

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اگر مدینہ انسانوں سے خالی ہو جائے پرندے مجھے نوچ لیں اور درندے مجھے گھسیٹ کر لے جائیں میرے لیے زیادہ پسندیدہ ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ جس لشکر کی روانگی کا حکم اللہ کے رسول ﷺ دے چکے ہوں میں اس کو روکوں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ کے لشکر کو تیار ہونے کا حکم دیا۔

لشکر روم کی طرف روانہ ہونے کے لیے تیار ہو چکا تھا۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدل حضرت اسامہ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے جب کہ وہ گھوڑے پر سوار تھے۔

حضرت اسامہ نے عرض کی:

اے خلیفۃ الرسول ﷺ!

یا تو آپ بھی سوار ہو جائیے یا پھر مجھے اجازت دیجیے کہ میں بھی نیچے اتر آؤں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

واللہ نہ تو تم نیچے اترو گے اور نہ میں سوار ہوں گا، کیا ہوا اگر کچھ دیر میرے پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مجاهدین سے خطاب

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکرِ اسامہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اے مجاہدینِ اسلام!

تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے نکلے ہو اور دور دراز مقامات کی جانب جا رہے ہو اس موقع پر میں تمہیں دس نصیحتیں کر رہا ہوں۔

غور سے سنو! اور انہیں یاد رکھو! ان پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔

- خیانت نہ کرنا۔
- بد عہدی نہ کرنا۔
- چوری نہ کرنا۔
- مقتولوں کے اعضاء نہ کاٹنا، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔
- کھجور کے درخت نہ کاٹنا نہ جلانا کوئی بھی پھل دار درخت نہ کاٹنا۔
- بھیڑ، بکری، گائے یا اونٹ کو کھانے کے سوا ذبح نہ کرنا۔
- تمہارا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہو گا جو اپنی خانقاہوں، گرجوں اور عبادت گاہوں میں مصروف ہوں گے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

- تمہیں ایسے لوگوں کے پاس جانے کا موقع ملے گا جو تمہارے لیے برتنوں میں ڈال کر مختلف قسم کے کھانے پیش کریں گے بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرنا۔
- تم ایسے لوگوں سے ملو گے جنہوں نے سر کا درمیانی حصہ تو منڈوا دیا ہو گا لیکن سر کے چاروں طرف بڑی بڑی لٹیں لٹکتی ہوں گی انہیں تلوار سے قتل کر دینا۔
- اپنی حفاظت اللہ کے نام سے کرنا اللہ تعالیٰ تمہیں شکست اور وبا سے محفوظ رکھے۔

اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں جو امور سرانجام دینے کی ہدایت فرمائی تھی وہ پوری توجہ اور محنت سے سرانجام دینا، ہر صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات پر عمل کرنا اس میں قطعاً کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔

یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے جانے کی خواہش کی اور انہیں ساتھ لے کر مدینے لوٹ آئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لشکرِ اُسامہ کی کامیاب واپسی

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر رومیوں سے کامیاب معرکہ اور فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑنے کے بعد مدینے واپس لوٹ آیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مدینے سے باہر نکل کر لشکر کا والہانہ استقبال کیا۔ مسلمانوں کے چہرے خوشی سے کھلے ہوئے تھے۔

رومیوں اور کافروں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو چکا تھا اور اب انہوں نے مسلمانوں کو روندنے کا خیال ذہن سے نکال دیا تھا۔

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے مدینے پہنچ کر سب سے پہلے مسجد نبوی کا رخ کیا دو رکعت نمازِ شکرانہ ادا کی۔

لشکرِ اسامہ کی کامیاب واپسی پر نہ صرف مسلمانوں کے جذبات میں توانائی آ گئی تھی بلکہ مرتد قبائل، باغی عرب اور یہود و نصاریٰ پر بھی اس کے گہرے اثرات مرتب ہوئے یہ تھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی اور معاملہ فہمی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

منکرین زکوٰۃ سے جنگ

ہم زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے، منکرینِ زکوٰۃ میں سے ایک نے کہا۔

یہ زکوٰۃ کی ادائیگی صرف عہدِ رسالت تک تھی اور زکوٰۃ کی ادائیگی نماز کی تکمیل کے لیے ہے اور ہم نماز کامل ادا کرتے ہیں لہذا زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے۔ایک اور منکرِ زکوٰۃ نے اپنا فلسفہ جھاڑا۔

اور تو اور کمائیں ہم اور کھائیں دوسرے۔۔۔۔

نہیں نہیں ہم زکوٰۃ کیوں ادا کریں۔۔۔؟

اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے خود غرض اور خواہشِ نفسانی کے پرستار خود ساختہ دلائل دے رہے تھے۔

دوسری طرف مجلسِ شوریٰ کا اجلاس جاری تھا۔

اے خلیفۃ الرسول!

اس وقت حالات بہت نازک ہیں، نبوت کے جھوٹے دعوے داروں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا ہے اور وہ بہت تیزی سے قوت پکڑ رہے ہیں ان حالات میں منکرینِ زکوٰۃ سے نرمی کا معاملہ کیا جائے۔ شوریٰ کے اجلاس میں کچھ صحابہ نے اپنی رائے دی۔

اے خلیفۃ الرسول!

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اگر آپ نے زکوٰۃ کی مد میں ان لوگوں سے ایک ادنیٰ سی ایسی چیز نہ لی جسے نبی کریم ﷺ بطورِ زکوٰۃ وصول فرماتے تھے تو یہ سنت کی مخالفت ہو گی سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنا مشورہ دیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا اور دین مکمل ہو چکا ہے۔

اللہ کی قسم!

اگر انہوں نے مجھے وہ رسی نہیں دی جو وہ رسول اللہ کو ادا کرتے تھے تو اس رسی کے نہ دینے پر ان سے جہاد کروں گا۔

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جہاد کیا اور انہیں مطیع و فرمانبردار بنایا۔

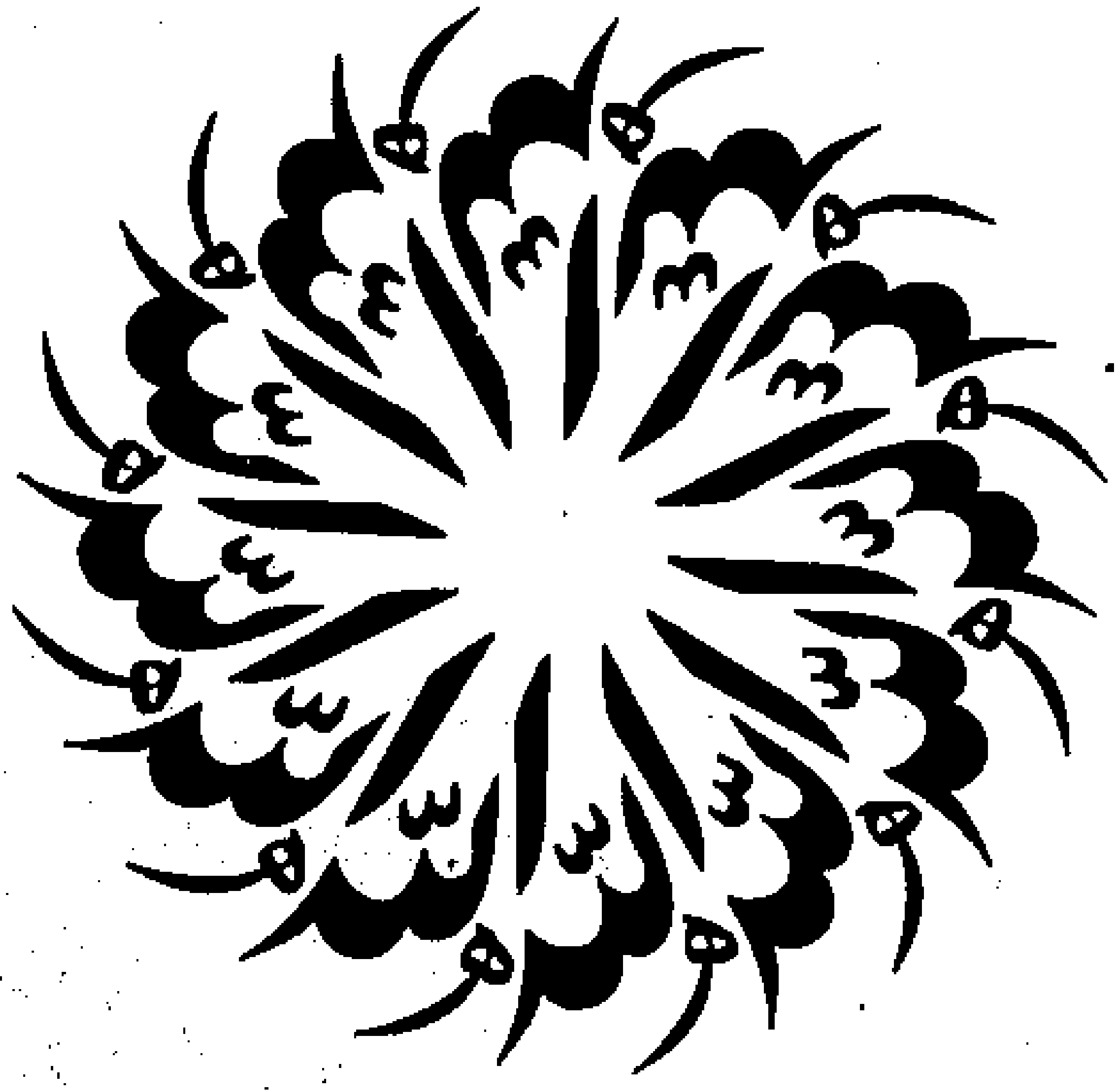

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نبوت کے جھوٹے دعوے دار

یمامہ کے اندر نبوت کے جھوٹے دعوے دار مسیلمہ کذاب کا فتنہ بہت بڑھ چکا تھا۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال سے قبل ہی مسیلمہ کذاب اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر چکا تھا۔

مگر اب یہ فتنہ طاقت پکڑ چکا تھا۔ قبائلی عصبیت نے اس فتنہ کو خوب پروان چڑھایا۔

اسی کے قبیلے کا ایک شخص ایک دن اس کے پاس آیا اور اس سے پوچھا:

کیا تو نبی ہے؟

مسیلمہ کذاب نے کہا ہاں ! میں نبی ہوں۔

اس شخص نے پوچھا: یہ تو بتاؤ کہ تمہارے پاس کون آتا ہے؟

مسیلمہ کذاب نے مکاری کے ساتھ کہا: میرے پاس رحمان آتا ہے

اس شخص نے پوچھا رحمان تمہارے پاس اندھیرے میں آتا ہے یا اجالے میں؟

مسیلمہ کذاب نے جواب دیا اندھیرے میں آتا ہے۔

وہ شخص چلا اٹھا اور کہنے لگا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جھوٹا اور محمد ﷺ سچے ہیں پھر وہ شخص کچھ دیر بیٹھ کر سوچتا رہا اور کہنے لگا: اگر چہ میں جانتا ہوں کہ تو جھوٹا ہے اور نبی کریم ﷺ سچے اور صادق ہیں مگر میرا اور تیرا قبیلہ ایک ہی ہے اس لیے میں تجھے ترجیح دوں گا۔

مسیلمہ کذاب نے شراب کو حلال قرار دے دیا تھا اس کا ایک مسلح گروہ لوگوں میں لوٹ مار کرتا پھرتا تھا۔

قبائلی عصبیت کے بل بوتے پر اس کی طاقت میں آئے دن اضافہ ہو رہا تھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس فتنے کی سرکوبی کے لیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔

پھر سیف اللہ حضرت خالد بن ولید نے مرتدین سے ایک خون ریز جنگ لڑی جسے جنگ یمامہ بھی کہا جاتا ہے۔

خالد بن ولید نے مرتدین کو ایسا سبق سکھایا کہ ان کی کمر ٹوٹ گئی اور اس جنگ میں دس ہزار مرتد ہلاک ہوئے اور چھ سو صحابہ (جن میں ایک بڑی اکثریت قرآن کریم کے حفاظ کی تھی) نے جام شہادت نوش کیا۔

اس عظیم معرکہ کہ بعد ہر طرف امن وامان ہو گیا مسلمان ہر طرف غالب آچکے تھے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پہلے جامع القرآن

بات بہت زیادہ تشویش ناک تھی جنگ یمامہ میں سینکڑوں قرآن کے حُفّاظ شہید ہو گئے تھے۔

اے خلیفۃ الرسول ﷺ!

کفر سے آئندہ بھی کئی محاذوں پر جہاد ہو گا اگر قرآن کے حافظ اتنی بڑی تعداد میں شہید ہوتے رہے اور قرآن کریم متفرق پرچوں میں رہا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ قرآن کا کچھ حصہ ضائع ہو جائے لہذا آپ قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم دیجیے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا۔

لیکن ابو حفص! (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کنیت) جس کام کو نبی کریم ﷺ نے نہیں کیا وہ کام میں کیسے کر سکتا ہوں؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اصرار جاری رکھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت کو طلب کیا اور جب وہ دربار خلافت میں حاضر ہو گئے تو ان سے فرمایا:

اے زید!

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت عمر نے مجھے قرآن جمع کرنے کا مشورہ دیا ہے لیکن پہلے تو یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ جو کام خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں کیا وہ میں کیسے کر سکتا ہوں؟

حضرت عمر اصرار کرتے رہے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے حضرت عمر کی طرح میرا سینہ بھی کھول دیا اور میں ان کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔

اور اے زید!

آپ عقل مند نوجوان ہیں ہمیں آپ میں کوئی عیب نظر نہیں آتا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی بھی لکھا کرتے تھے اس لیے اس عظیم کام کو آپ ہی انجام دیجیے اور تمام قرآنی آیات کو مختلف جگہوں سے جمع کر دیجیے۔

سیدنا زید بن ثابت نے کھجور کی شاخوں، پتھر کی سلوں، لوگوں کے سینوں، چمڑوں اور ہڈیوں پر لکھا ہوا قرآن جمع کرنا شروع کر دیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یہ قرآن آپ رضی اللہ عنہ کے پاس رہا پھر سیدنا عمر فاروق کے پاس اور پھر ام المومنین حضرت حفصہ کے پاس آیا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اسلام کی روشنی

عرب کی سر زمین پر ظلم و ستم کی تاریکی کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ ہر طرف امن کا سویرا تھا۔لوگ مئے توحید اور عشقِ رسول ﷺ سے سر شار تھے۔

باہمی محبت، اخلاص، بھائی چارے پر مبنی نیک و صالح معاشرہ قائم ہو چکا تھا۔۔۔جبر و خون ریزی۔۔۔لڑائی جھگڑا فساد سب دم توڑ چکے تھے۔۔۔اندھیروں کا سیاہ دور ختم ہو چکا تھا۔

ہر طرف خلوص محبت کی روشنی ہی روشنی تھی۔

لیکن عرب کی زمین کے علاوہ باقی ساری دنیا میں کفر و جہالت کی تاریکیوں نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔

ایران کے لوگ آگ کی پوجا کیا کرتے تھے اور روم کے لوگ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور اپنے گرجا گھروں میں ان کی مورتیوں کو بھی رکھتے تھے۔

ایران کا بادشاہ کسریٰ اور روم کا بادشاہ قیصر دونوں ہی اسلام کے سخت مخالف اور دشمن تھے۔انہوں نے اپنے ہی جیسے ان گنت لوگوں کو اپنا غلام بنا رکھا تھا۔

ایران اور روم دونوں ہی بہت بڑی قوتیں تھیں اور اسلام سے پہلے یہ دونوں قوتیں آپس میں لڑتی رہتی تھی بنی نوع انسان پر انہوں نے ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑ رکھے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قتل و غارت گری کا بازار انہوں نے گرم کر رکھا تھا۔اپنی طاقت کی خود ساختہ نمائش میں یہ گاؤں کے گاؤں اجاڑ دیتے۔۔۔۔ شہر کے شہر ویران کر دیتے۔۔۔۔ بستیوں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیتے بچوں، عورتوں اور بوڑھوں سب کو قتل کر دیتے یا پھر غلام بنا کر اپنے ساتھ لے جاتے۔

خلقِ خدا ان ظالموں کے ہاتھوں نہ جانے کب سے رسوا ہو رہی تھی۔

کسریٰ کے بادشاہ کو جب نبی کریم ﷺ نے اسلام کی دعوت دی تھی تو اس نے نبی کریم ﷺ کے نامہٗ اقدس کو چاک کر دیا تھا نبی کریم ﷺ نے اس کی سلطنت کو چاک کرنے کی خبر مسلمانوں کو دی تھی۔

اور آج سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خالد بن ولید کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک لشکرِ جرار ان ظالموں کی سرکوبی کے لیے روانہ کر رہے تھے تا کہ بنی نوع انسان کو ان ظالموں کے ظلم سے نجات مل سکے اور وہ اپنے ہی جیسے انسانوں کی غلامی سے آزاد ہو سکیں۔

جس مئے توحید کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عشقِ رسول ﷺ کے جام میں پیا تھا وہ چاہتے تھے یہ اس پیغامِ توحید کو ساری دنیا میں عام کر دیں۔

اور جس نبی مکرم ﷺ نے ہدایت کے چراغ روشن کیے تھے اس سے ساری دنیا کو منور کر دیں۔

خالد بن ولید کی قیادت میں مسلمانوں کے لشکر نے ان ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچایا کئی خون ریز جنگیں ہوئی بالا آخر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

مدینے سے بہت دور مسلمانوں کا لشکر بہت تیزی سے فتوحات اپنے نام کر رہا تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وقتِ وصال

جب مدینے سے دور بہت دور افوجِ اسلام قیصرو کسریٰ کے فوجیوں کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہی تھی کہ ادھر مدینے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی جگہ نمازوں میں امامت کرنے لگے۔

جب بیماری نے شدت اختیار کر لی تو آپ نے اہل الرائے سے مشورہ لیا اور اپنے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کر دیا۔

جب دیگر لوگوں کو معلوم ہوا تو ان میں سے ایک نے کہا: آپ نے حضرت عمر کو خلیفہ بنا دیا ہے ان کے مزاج میں بہت سختی ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب خلافت کا بوجھ سر پر پڑے گا تو یہ سختی جاتی رہے گی وہ اُمّت کے بہترین آدمی ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی مجھے میری ان دو چادروں کا کفن دینا اور پھر مجھے روضہ رسول کے سامنے لے جانا اور نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یوں عرض کرنا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ پر سلام ہو ابو بکر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہیں اور اجازت چاہتے ہیں اگر روضۂ اقدس کا دروازہ کھل جائے تو مجھے اس میں دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ ملے تو مسلمانوں کے قبرستان جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

۲۲ جمادی الثانی ہجرت کے تیرھویں سال ۶۳ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہو گیا آپ دو سال تین ماہ اور گیارہ دن خلیفہ رہے۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غسل و کفن اور دیگر معاملات سے فارغ ہونے کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق روضۂ رسول ﷺ کے سامنے حاضر ہوا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ ابو بکر صدیق آپ سے اجازت کے طالب ہیں"۔

حضرت علی فرماتے ہیں:

جیسے ہی آپ نے یہ الفاظ ادا کیے تو روضۂ رسول کا دروازہ کھل گیا اور اندر سے آواز آئی

"محبوب کو محبوب سے ملا دو"

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے پہلو میں دفنا دیا گیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قبولِ اسلام

مکہ کی گلی میں ایک طاقتور لمبے قد چوڑے سینے اور بھرے ہوئے جسم کا نوجوان کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

وہ گذشتہ چند ماہ کے واقعات پر غور کر رہا تھا کہ کس طرح ایک آدمی کی دعوت پر لوگ اس کے گرد پروانوں کی طرح جمع ہوتے جا رہے ہیں۔

جو لوگ محمد بن عبداللہ کے پاس ایک مرتبہ چلے جاتے ہیں پھر واپس پلٹ کر اپنے باپ دادا کے دین کی طرف نہیں دیکھتے۔

جن بتوں کی پرستش کی جاتی تھی اب ان کی بے بسی کے قصے زبان پر عام ہو چکے تھے۔

ہمارے آباء و اجداد جن کی عقلمندی کی قسمیں کھائی جاتی تھیں اب انہیں گمراہ اور احمق کہا جا رہا ہے۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے؟

ہمیں جلد از جلد کوئی فیصلہ کرنا ہو گا ورنہ ہمارا معاشرہ اور مذہب تباہ ہو کر رہ جائے گا۔

اس نوجوان کو اس بات پر بھی شدید حیرت تھی کہ آخر جو لوگ اس شخص کی دعوت کو قبول کر لیتے ہیں انہیں خواہ کتنا ہی لالچ دے دیا جائے اُن پر کتنا ہی تشدد کیوں نہ کر لیا جائے وہ یہ نیا دین نہیں چھوڑتے وہ سسک سسک کر جان تو دے سکتے ہیں مگر اُس نبی کا دامن نہیں چھوڑتے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اب اس کا ایک ہی حل ہے کہ اُس چراغ ہی کو بجھا دیا جائے جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ تباہ ہو رہا ہے۔

لیکن یہ چراغ بجھائے گا کون ؟

وہ نوجوان اِدھر اُدھر دیکھتا اور پھر بالآخر اُس کی نگاہ اپنے اوپر ہی آکر ٹھہر جاتی۔

پھر اُس نے خود کو اس قربانی کیلئے پیش کر دیا اب وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ اس چراغ کو بجھا کر ہی دم لے گا۔ خواہ بعد میں اُسے بنو ہاشم کے غم و غصے کے طوفان کا ہی کیوں نہ سامنا کرنا پڑے۔

آخر طویل سوچ بچار کے بعد اس نوجوان نے تلوار اٹھائی اور اپنے اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کیلئے عزم بالجزم کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔

گرمی کا موسم تھا، دوپہر کا وقت تھا، دھوپ بھی ہر چیز کو جھلسا رہی تھی مگر یہ نوجوان ہر چیز سے بے نیاز اُس چراغ کو بجھانے کی دھن میں مگن ننگی تلوار لیے چلا جا رہا تھا۔

راستہ میں ایک قریشی نوجوان نعیم بن عبداللہ جو کہ اسلام قبول کر کے مسلمان ہو چکے تھے مگر ابھی اپنے اسلام کا اعلان نہیں کیا تھا راستے میں مل گئے۔

اس نوجوان کے تیور دیکھ کر اُن سے صبر نہ ہو سکا اور پوچھ ہی لیا: اے عمر! یہ ننگی تلوار لیے کہاں جا رہے ہو؟

عمر نے بڑی رعونت کے ساتھ کہا: اس شخص کا سر قلم کرنے جا رہا ہوں جس نے ہمارے گھر گھر میں آگ لگا دی ہے۔

بھائی کو بھائی سے جدا کر دیا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نعیم بن عبداللہ نے کہا پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو تمہارے بہن اور بہنوئی اس نبی کا کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر چکے ہیں۔

یہ سن کر تو عمر کے اوسان خطا ہو گئے غصے سے بے قابو ہو گئے سیدھے بہن اور بہنوئی کے گھر پہنچے۔

وہاں پہنچ کر دروازے سے کان لگا کر سننے کی کوشش کرنے لگے تو کسی کلام کے پڑھے جانے کی آواز سنائی دی۔ زور سے دروازے پر دستک دی۔

اندر سے آواز آئی کون؟

کڑک کر جواب دیا خطاب کا بیٹا عمر دروازہ کھولو!

اہلِ خانہ نے عمر کی آواز سنی تو سہم گئے اور قرآن کریم کے اوراق کو سنبھال کر رکھ دیا بہن نے جا کر دروازہ کھولا۔

بہن کو دیکھتے ہی عمر نے گرج دار آواز میں پوچھا، اے اپنی جان کی دشمن ! مجھے پتا چل گیا ہے کہ تم اپنے باپ دادا کے دین سے پھر گئی ہو اور اپنا آبائی مذہب ترک کر کے اسلام قبول کر لیا ہے ہاتھ میں ایک ڈنڈا موجود تھا اسی سے بہن کو مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ ان کے سر سے خون جاری ہو گیا پھر اپنے بہنوئی سعید بن زید کو مارنا شروع کر دیا۔

بہن اپنے شوہر کو بچانے آئیں تو ان کو ایک زور کا طمانچہ مارا جس سے اُن کا چہرہ زخمی ہو گیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بہن نے زخمی شیرنی کی طرح گرج کر کہا، اے بھائی ! جتنا تیرا جی چاہتا ہے مجھے مار۔ میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کردے لیکن کان کھول کر سن لے میں اپنا دین کسی قیمت پر چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔

سارا جسم خون سے لت پت، اُس حالت میں اتنا جراُت مند جواب سن کر اس نوجوان کا دل پسیج گیا۔ کہنے لگا: بہن مجھے بھی وہ صحیفہ دکھاؤ جو تم ابھی پڑھ رہی تھیں۔

بہن نے بے دھڑک جواب دیا کہ تم مشرک ہو اور ناپاک ہو تم اُس صحیفے کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔

اگر تمہیں شوق ہے اُس صحیفے کو پڑھنے کا تو پہلے غسل کرو پھر اس صحیفے کو میں تمہیں دے دوں گی۔

عمر اُٹھے اور غسل کیا جب عمر نے غسل کیا تو ان کی بہن فاطمہ نے وہ اوراق ان کو دے دیئے۔

جب عمر نے ان اوراق کو کھولا تو سامنے سورہ طٰہٰ کی آیات اپنی کرنوں کو پھیلا رہی تھیں اور اُس نوجوان کے سینے میں جو ظلم وستم اور کفر کے اندھیرے ڈیرے ڈالے بیٹھے تھے اُن کا خاتمہ کر رہی تھیں۔

آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جھڑنے لگی۔

بے چین ہو کر پوچھا حضور ﷺ کہاں تشریف فرما ہیں اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بگڑی بنانا چاہتا ہوں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پیارے بچو! یہ سب کیسے ہوا؟ یہ انقلاب ایک دم سے اس نوجوان میں کیوں آیا؟

اصل میں اس انقلاب کے پیچھے ۔۔۔۔۔۔ حضرت عمر کے اندر یہ جو تبدیلی آئی یہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی دعا کی وجہ سے آئی۔

آپ ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ

"اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو ابن ہشام کو دولتِ اسلام دے کر اسلام کو تقویت عطا فرما۔"

اس دعا کی برکت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھینچ کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے آئی۔

حضور ﷺ اس وقت دارِ ارقم میں اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے دروازہ بند تھا۔

دروازے پر دستک ہوئی۔

کسی نے دروازے کے سوراخ سے جھانکا تو دیکھا عمر بن خطاب کھڑے ہیں۔

ننگی تلوار گلے میں لٹکی ہوئی ہے۔

صحابہ کرام اس کش مکش میں مبتلا تھے کہ دروازہ کھولیں یا نہیں۔

حضرت حمزہ بھی وہیں موجود تھے فرمایا: مت ڈرو دروازہ کھول دو اگر عمر نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کا ادب کیا تو خیر اور اگر اس کی نیت میں ذرا بھی فتور ہوا تو ہم اسی کی تلوار سے اس کی گردن کاٹ دیں گے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا اور دو آدمی عمر بن خطاب کو پکڑ کر آپ ﷺ کے سامنے لے آئے۔

حضور نبی کریم ﷺ اُٹھے اور عمر کی چادر کو پکڑ کر اس کو زور سے جھٹکا دیا اور فرمایا:

"اے عمر! اسلام قبول کر لے۔

اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت کے نور سے روشن کر دے۔

اے اللہ! عمر بن خطاب کو ہدایت عطا فرما۔

اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعے دین کو عزت بخش۔

اے اللہ! عمر کے سینے میں اسلام کی جو عداوت ہے اس کو نکال دے اور اس کو ایمان سے تبدیل کر دے۔"

آپ ﷺ کی اس دعا کے بعد حضرت عمر نے عرض کی: ۔

"اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔"

جیسے ہی حضرت عمر نے کلمہ پڑھا وہاں موجود مسلمانوں نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا جس سے مکہ کے پہاڑ گونج اُٹھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام سے پہلے مسلمان کعبہ میں اعلانیہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے لیکن حضرت عمر کے قبولِ اسلام کے بعد مسلمان کعبہ میں اعلانیہ نماز پڑھنے لگے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اظہار اسلام کا شوق

ساقی کوثر ﷺ کے ہاتھ سے مئے توحید پینے کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شوق ایمان کا عالم ہی نرالا تھا۔ دل میں ابھرتے ہوئے جذبات بے چینی کے ساتھ اسلام کے اظہار کے لیے مچل رہے تھے۔

ابھی اسی سوچ میں تھے کہ اپنے قبولِ اسلام کی خبر سب سے پہلے کس کو دوں؟

پھر سوچا کہ کیوں نہ اپنے اسلام قبول کرنے کی خبر سب سے پہلے اسلام کے سب سے بڑے دشمن ابو جہل کو دوں۔ اس خیال کے آتے ہی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابو جہل کے گھر کی طرف گئے۔

ابو جہل کے گھر کے دروازے پر دستک دی۔

دستک کی آواز سن کر ابو جہل گھر سے باہر آگیا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ایمان کی چمک نے اس کے حواس ہی گم کر دیئے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے کہنے لگا: آؤ بھانجے آؤ! کیسے آنا ہو؟

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جرأتِ ایمانی اور جذبۂ عشق رسول ﷺ کے ساتھ ابو جہل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے ابو جہل! میں تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سچ کہتے ہیں

یہ خبر سنتے ہی ابو جہل کے اوسان خطا ہو گئے فوراً ہی برا بھلا کہتے ہوئے دروازہ بند کر لیا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اعلانیہ دعوتِ اسلام

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام نے مکہ کی سرزمین پر ایک ہلچل مچادی تھی اور کیوں نہ ہوتی جس شخصیت کو نبی کریم ﷺ نے اپنی دعاؤں میں مانگا ہو۔

جس کے قبول اسلام پر فرشتوں نے مسرت کا اظہار کیا ہو۔

جس کے قبولِ اسلام پر مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا ہو

کفار مکہ پر ایک کوہِ الم گر پڑا تھا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے پہلے مسلمان بیت اللہ میں نماز ادا نہیں کر سکتے تھے۔۔۔۔ اسلام کی اعلانیہ دعوت نہیں دے سکتے تھے۔۔۔اور نہ ہی مشرکین کی زبان درازیوں کا جواب دے سکتے تھے۔

لیکن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بعد صورتِ حال بہت مختلف ہو چکی تھی، مسلمان اعلانیہ بیت اللہ میں نماز ادا کرتے، اعلانیہ اسلام کی دعوت دیتے، خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور مشرکین کی زبان درازیوں کا جواب بھی دیتے تھے۔

جیسے جیسے لوگ اسلام کی طرف مائل ہو رہے تھے کفارِ مکہ کے تشدد، ظلم و ستم میں بھی ویسے ہی تیزی آتی جارہی تھی۔

اس صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے اپنے جانثاروں کو ہجرت کی اجازت عطا فرمادی۔

مسلمان بہت خاموشی کے ساتھ مدینے کی جانب ہجرت کر رہے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اعلانیہ ھجرت

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کی تیاریوں میں مصروف تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گلے میں تلوار لٹکائی، کمان کندھے پر رکھی، تیر کا ترکش دوسرے کندھے پر لٹکایا۔۔۔۔ چھوٹا نیزہ اپنی کمر کے ساتھ باندھا پھر بیت اللہ کی جانب تشریف لے گئے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔

کفارِ مکہ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے کسی کی مجال نہ تھی کہ کوئی کچھ کہہ سکے۔

کعبہ کے گرد طواف مکمل ہو چکا تھا۔ مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز نفل ادا کیے جگہ جگہ کفار کی ٹولیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک ایک ٹولی کے پاس گئے اور ان سے کہا۔

"تمہارا منہ کالا ہو اللہ تعالیٰ تم کو مغلوب وذلیل کرے تم میں سے جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی ماں اس پر ماتم کرے، اپنی اولاد کو یتیم کرنا اور بیوی کو بیوہ بنانا چاہتا ہو وہ اس وادی کے دوسری طرف آجائے اور مجھ سے مقابلہ کر لے"

کفارِ مکہ کو سانپ سونگھ گیا کسی کی جرأت ہی نہیں تھی کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو روک سکے یا ان کے دیئے ہوئے چیلنج کو قبول کر سکے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ سفر قبا کی بستی پر ختم ہوا۔ قبا مدینے سے تقریباً ۴ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرنا چاہتے تھے تاکہ مدینے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ داخل ہوں۔

اور پھر جلد ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ قبا کی بستی میں تشریف لے آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبا میں کچھ عرصے قیام کیا اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی جب سب مسلمان ہجرت کر کے قبا پہنچ گئے تو مدینے کا رخ کیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پہلی اسلامی ریاست

مدینے میں پہلی اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آچکا تھا دوسری جانب کفارِ مکہ پیچ وتاب کھارہے تھے۔

وہ سوچ رہے تھے کہ ہم مسلمانوں کو یوں ہی ظلم کر کر کے مار ڈالیں گے اور اسلام مکمل طور پر ان کے ہاتھوں ختم ہو جائے گا۔

ان کی چودھراہٹ، بدمعاشی ہمیشہ قائم رہے گی لیکن اسلام تو دن بدن پھیلتا جارہا تھا اور اب تو ہدایت کی کرنیں مکہ کی سرزمین سے نکل کر پورے عرب کو منور کررہی تھیں۔

اسی الجھن میں گم کفارِ مکہ ہیجانی کیفیت میں مبتلا ہو چکے تھے اور پھر بہت جلد ہی پورے سازوسامان سے مسلح ہو کر پہلی اسلامی ریاست مدینہ منورہ پر حملہ آور ہو گئے۔

بدر کا میدان سج چکا تھا۔

مسلمانوں کے پاس چند ایک گھوڑے اور اونٹ تھے کسی کے پاس تلوار تھی تو ڈھال نہیں کسی کے پاس تیر تھے تو کمان نہیں۔

مسلمان توحید کا علم اُٹھائے ہوئے عشقِ رسول ﷺ کو سینوں میں بسائے ہوئے کفر کے اس ہیبت ناک لشکر سے ٹکرانے کے لیے تیار تھے۔

طبلِ جنگ بج چکا تھا اسلام اور کفر کا سب سے بڑا معرکہ شروع ہو چکا تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تمام مسلمان شوقِ شہادت سے سر شار نہایت ہی جرأت و بہادری کے ساتھ کفر کی لومڑیوں سے مردانہ وار مقابلہ کر رہے تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس جنگ میں بڑی بے جگری سے کفار مکہ کو تہ تیغ کر رہے تھے کہ اسی دوران سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کے سگے ماموں عاص بن ہشام تلوار لے کر سامنے آ گئے۔

تلوارِ فاروق نے ایک لمحہ کی دیر نہ کی اور عاص بن ہشام کا سر تن سے جدا کر دیا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رہتی دنیا تک یہ پیغام تمام لوگوں تک پہنچا دیا کہ کوئی تمہارا کتنا ہی سگا رشتہ دار کیوں نہ ہو۔

کتنا ہی پیارا کیوں نہ ہو۔

کیسا ہی عزیز کیوں نہ ہو۔

اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہے تو اس کی سزا سزائے موت ہے۔

مسلمان بدر کے میدان میں کامیاب ہو چکے تھے کفار مکہ کے بڑے بڑے سردار اس جنگ میں ہلاک ہو گئے۔

کفر کی کمر ٹوٹ چکی تھی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

منافق کا قتل

مدینے کی گلیوں میں ایک شور برپا تھا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مسلمان کی گردن اڑادی ہے۔

چاروں طرف منافقین کے غول کے غول نکل کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: کہ عمر کی تلوار بہت بے باک ہوگئی ہے۔

دشمنانِ اسلام کو موقع مل گیا انہوں نے بھی اپنی جگہ یہ شور مچانا شروع کردیا کہ اب تک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھیوں کی تلواریں صرف مشرکین کا لہو چاٹتی تھیں لیکن اب تو خود مسلمان بھی ان کے وار سے محفوظ نہیں ہیں۔

یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے شہر میں پھیلتی چلی گئی۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو طلب کرلیا اور دریافت کیا عمر یہ مدینے میں کیسا شور ہے؟

کیا تم نے کسی مسلمان کو قتل کو کردیا ہے؟

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمر کی تلوار کبھی بھی کسی مسلمان کے خون سے آلودہ نہیں ہوسکتی وہ تو ایک ایسا شخص تھا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ماننے سے انکار کردیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے انکار کرکے وہ اپنا رشتہ اسلام سے از خود توڑ چکا تھا۔

دریافت کیا گیا بتاؤ کہ معاملہ کیا تھا؟

عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک یہودی اور ایک منافق کے درمیان کھیت میں پانی دینے کے مسئلے پر جھگڑا ہوگیا تھا یہودی کا کھیت پہلے پڑتا تھا منافق کا کھیت اس کے بعد تھا یہودی کا کہنا تھا کہ پہلے میرا کھیت سیراب ہوگا پھر تمہارے کھیت میں پانی جانے دوں گا منافق کا اصرار تھا کہ پہلے میں اپنا کھیت سیراب کروں گا اس کے بعد تمہارے کھیت میں پانی جانے دوں گا۔

جب یہ جھگڑا کسی طرح طے نہ ہوسکا تو ان دونوں نے سوچا کہ کسی ثالث کے ذریعے یہ معاملہ طے کرلیتے ہیں یہودی نے کہا: میں تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو اپنا ثالث مان لیتا ہوں ان پر میں ایمان تو نہیں رکھتا مگر مجھے اس بات کا یقین ہے کہ وہ انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائیں گے۔

منافق نے یہ سوچ کر کہ یہودی کے مقابلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً میری حمایت کریں گے کیونکہ میں اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہوں یہودی کی پیشکش قبول کرلی۔

چنانچہ یہودی اور وہ منافق دونوں اپنا مقدمہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آپ ﷺ نے دونوں کی بات سنی اور کیونکہ اس معاملے میں یہودی حق پر تھا لہٰذا آپ ﷺ نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

یہودی خوشی خوشی وہاں سے اُٹھا اور باہر آ کر منافق سے کہا کہ اب تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

منافق نے کہا کہ میں یہ فیصلہ تسلیم نہیں کرتا۔

چلو حضرت عمر کے پاس چلتے ہیں ان سے فیصلہ کراتے ہیں۔ وہ منافق اور یہودی دونوں میرے پاس آئے۔

منافق نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام تفصیلات بتائیں اور اس بات کو بار بار دہراتا رہا کہ میں مسلمان ہوں اور یہ یہودی اور اس وجہ سے یہ مجھے نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔

منافق کا بیان ختم ہوا تو یہودی اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا: یہ صحیح ہے کہ میں یہودی ہوں اور یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے لیکن یہ بھی آپ کو بتا دوں کے ہم اس سے پہلے پیغمبر اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور انہوں نے اس مقدمہ کا فیصلہ میرے حق میں کر دیا تھا یہ مسلمان ہو کر کہتا ہے کہ مجھے ان کا فیصلہ منظور نہیں یہ اپنے نمائشی اسلام کی رِشوت دیکر آپ سے رسولِ خدا کے خلاف فیصلہ کرانے آیا ہے اب آپ کو اختیار ہے کہ جو چاہیں فیصلہ کر دیں۔

یہودی کا یہ بیان سن کر میں نے اس منافق سے پوچھا کہ کیا یہودی کی بات سچ ہے؟

منافق نے دبی زبان میں اعتراف کیا کہ یہودی سچ کہہ رہا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

منافق پر بغاوت کا جرم ثابت ہو گیا اور عمر کی عدالت میں ایک مرتد کی سزا کیلئے اب کوئی لمحہ انتظار باقی نہیں تھا۔

اسی عالم قہر و غضب میں گھر کے اندر تشریف لائے اور دیوار سے لٹکی ہوئی تلوار کو بے نیام کر کے باہر نکلے اور اس منافق کا سر تن سے جدا کر دیا اور فرمایا کہ جو میرے آقا ﷺ کا فیصلہ نہیں مانتا اس کے حق میں عمر کا فیصلہ یہی ہے کہ اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے۔

اسی وقت حضرت جبریل امین یہ آیت لے کر حاضر ہوئے اور حضرت عمر کے فیصلے کی تائید اس طرح فرمائی۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿﴾

قسم ہے آپ کے ربّ کی کہ وہ اس وقت تک مسلمان ہی نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے جھگڑوں میں وہ آپ کو اپنا حکم نہ مان لیں اور پھر جب آپ ان کا فیصلہ فرمادیں تو اپنے دل میں خلش محسوس نہ کریں اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے فیصلے کو کھلے دل سے تسلیم کرلیں۔ (پ ۵۔ سورہ نساء: ٦٥)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

منافق کی نمازِ جنازہ

منافقین کا سردار عبداللہ ابن اُبَی ساری زندگی نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرتا رہا اسلام اور پیغمبرِ اسلام سے اس کا بغض چھپائے نہ چھپتا تھا۔

مسلمانوں کے سامنے اپنے ایمان کا اظہار کرتا اور کافروں کے سامنے کہتا: میں تو تمہارے ساتھ ہوں۔ غزوۂ اُحد میں بھی یہ عین موقع پر دغا دے گیا اور اپنی جماعت کو لے کر عین جنگ کے موقع پر آپ ﷺ سے علیحدہ ہو گیا۔

یہ اسلام دشمنی میں اپنی زندگی ضائع کرتا رہا کبھی یہودیوں سے دوستی کبھی مشرکین سے یارانہ، اسلام دشمنی میں یہ تمام حدیں عبور کر چکا تھا۔

یہاں تک کہ اس کی موت کا وقت آ گیا جب اسے اپنی موت کا یقین ہو گیا تو اس نے نبی کریم ﷺ سے التماس کی حضور ﷺ اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں اور اس کی قبر پر بھی کھڑے ہوں۔

پھر اس نے مرنے سے پہلے ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا اور عرض کی کہ کفن کے لیے اپنی قمیص عنایت فرما دیں.

نبی کریم ﷺ نے اپنی اوپر والی قمیص اس کو بھیج دی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اُس نے دوبارہ گزارش کی کہ مجھے وہ والی قمیص چاہیے جو آپ ﷺ کے جسدِ اطہر کو چھو رہی ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پاس ہی تشریف فرما تھے شوقِ ایمان نے کروٹ لی عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ ﷺ اس گندے اور ناپاک کو اپنی قمیص کیوں عطا فرماتے ہیں؟

حضور نبی کریم ﷺ نے حقیقت سے نقاب اُٹھاتے ہوئے فرمایا:

اے عمر!

اس منافق کو میری قمیص کچھ فائدہ نہیں دے گی اس قمیص کو دینے میں یہ حکمت ہے کہ اللہ تعالٰی ہزار منافقین کو ہدایت عطا فرما دے گا۔

عبداللہ بن ابی کی اس خواہش پر منافقین کی وہ جماعت جو اس کے ارد گرد رہا کرتی تھی حیرت زدہ رہ گئی ان کی آنکھوں سے غفلت کے پردے ہٹنا شروع ہو گئے۔

انہوں نے دیکھا کہ ان کے سردار عبداللہ ابن ابی نے ساری زندگی نبی کریم ﷺ کی مخالفت کی لیکن اب جب وہ مر رہا ہے تو اسے نبی کریم ﷺ کی قمیص چاہیے۔

ان پر یہ حقیقت ظاہر ہو گئی کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بغیر اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں کامیابی ممکن ہی نہیں۔

اور انہیں یہ یقین بھی ہو گیا کہ اگر انہیں اُخروی کامیابی چاہیے تو نبی کریم ﷺ کا دامن تھامنا ہو گا اور بجائے اس کہ کے آخری زمانے میں توبہ کی جائے کیوں نہ ابھی ہی سرکارِ دوعالم ﷺ کا دامن تھام لیا جائے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اسی دن ایک ہزار منافقین نے سچی توبہ کی اور مشرف باسلام ہوئے۔

اگلے دن عبد اللہ ابن ابی کا بیٹا جن کا نام عبد اللہ ابن عبد اللہ بن ابی تھا نبی کریم ﷺ کے سچے صحابی تھے حاضر ہوئے اور اپنے باپ کے مرنے کی اطلاع دی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اس کا جنازہ پڑھ کر دفنا دو۔

انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ کرم فرما دیجیے۔

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی کی فرمائش پر نہ، نہ کی

آپ تشریف لے جانے لگے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ ورسول کے دشمن کی نمازِ جنازہ نہ پڑھیے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے (ابھی تک) منع نہیں کیا ہے۔

آپ ﷺ تشریف لے گئے اس کے دفن سے جب فارغ ہوئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ

اور ان میں سے کسی کی میّت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک یہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے ﴿سورہ توبہ 84﴾

یہ حضور ﷺ کی نمازِ جنازہ اور قمیص کا فیض تھا کہ ایک ہزار منافق مسلمان ہو گئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

منصبِ خلافت

ہر روز طلوع ہوتا آفتاب اسلام کی ترقی کی نوید سُناتا تھا۔

ہر طرف اسلام کا ڈنکا بج رہا تھا لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ مکہ فتح ہو چکا تھا اور اسلام کی اشاعت بہت تیزی سے ہو رہی تھی چاروں طرف سے عرب قبائل نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آکر اسلام قبول کر رہے تھے۔

یہاں تک نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے۔

نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منصبِ خلافت پر فائز ہوئے۔

بہترین حکمرانی کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا خلیفہ نامزد کیا۔

صحابہ کرام نے عرض کی کہ وہ مزاج کے بہت سخت ہیں۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب ان پر خلافت کا بوجھ پڑے گا تو نرم ہو جائیں گے۔

۲۲ جمادی الثانی کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی وصال فرما گئے۔

تمام مسلمانوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اس طرح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ راشد بن گئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ھرقل کی تشویش

ہر قل روم کو جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کی خبر ملی تو وہ بڑا پریشان ہوا اس نے اپنے تمام خاص لوگوں کا جن میں پادری سپہ سالار، وزراء وغیرہ کا ایک اہم اجلاس طلب کیا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے ایک تقریر کی اور کہا:

اے لوگو!

اب مسلمانوں کا خلیفہ وہ شخص بنا ہے جو نہایت سخت مزاج ہے اس کے رعب سے مسلمان بھی کانپتے ہیں اس کے ہاتھ میں ہر وقت کوڑا رہتا ہے جس کا خوف تلوار سے زیادہ ہے اسی کے متعلق ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کی ہیبت سے عظیم طاقتوں کے شہنشاہ کانپ اُٹھیں گے۔۔۔۔ وہ فاتح اعظم کی حیثیت سے دور دراز ممالک کو فتح کرے گا۔

وہ سیاست کا ایسا ماہر ہو گا کہ اپنی سلطنت میں بیٹھ کر لشکر کی کمانڈ کرے گا اور اس کے ایک اشارے پر اس کے مجاہد قیصر و کسریٰ کو اٹھا کر ایوان سے باہر پھینک دیں گے وہ میرے تخت کا بھی مالک ہو جائے گا۔

ہر قل نے اپنی تقریر جاری رکھی ہوئی تھی ایک لمحے رک کر اس نے کہا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مسلمانوں کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ وہ اپنے دین کے سخت پابند ہیں اپنے رب کی عبادت وریاضت میں مصروف رہتے ہیں اپنے رب اور اپنے نبی کے حکم کی تعمیل میں وہ جان کا نذرانہ دینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

ظلم وستم اور گناہوں سے وہ باز رہتے ہیں عدل وانصاف کرتے ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ظلم وستم، ناانصافی، خلق خدا کی حق تلفی، حرام کاری، عیاشی، مکاری، بیہودگی، بے حیائی، فسق وفجور، اور دینِ مسیح کی نافرمانی میں سر سے پاؤں تک ڈوبے ہوئے ہیں اسی لیے ہم خدا کی نصرت اور مدد سے محروم ہیں مسیح ہم سے ناراض ہے لہذا شکست ہمارا مقدر بنے گی۔

اے لوگو! ہم اپنی حرکتوں سے باز آکر اگر عیش وعشرت نہیں چھوڑ سکتے تو پھر بہتر ہے کہ جزیہ دے کر صلح کرلو۔

اب تو تمام لوگ مشتعل ہو گئے کہ بادشاہ کے دل میں مسلمانوں کا خوف بیٹھ گیا ہے انہوں بادشاہ پر چڑھائی کردی بادشاہ نے جب دیکھا کہ وہ تو اسی کی جان کے دشمن ہو گئے ہیں اس نے بات بناتے ہوئے کہا:

ارے میں تو تمہیں آزمارہا تھا میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں کچھ غیرت وحمیت باقی ہے یا نہیں اور تم میں تو ابھی غیرت وحمیت باقی ہے یہ دیکھ کر میرا سینہ خوشی سے پھول گیا ہے اور ہم عربوں سے خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے۔

اور جب تک عربوں کو نیست ونابود نہ کردیں چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قتل کی سازش

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے سے ہرقل روم کی نیند حرام ہو چکی تھی اسے خواب میں بھی اپنی سلطنت تباہ ہوتی نظر آتی تھی۔ فاروق اعظم کی ہیبت سے اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی تھی۔

اس کیفیت نے اسے سخت پریشان کر دیا اس نے فیصلہ کیا کیوں نا کسی شخص کو بھیج کر میں مدینے میں ہی امیر المومنین کو قتل کروا دوں کم از کم اس روز کے جینے اور مرنے سے تو میں بچ جاؤں گا ابھی تو میرا چین سکون سب برباد ہو کر رہ گیا ہے۔

یہ خیال آتے ہی اس نے ایک نصرانی عرب کو اپنے پاس بلایا اس کو خوب انعام اکرام دے کر کہا کہ مدینے جاؤ اور میرا یہ کام کر دو اگر تم زندہ واپس آ گئے تو میں تمہیں اس سے کہیں زیادہ انعام و اکرام سے نوازوں گا اور اگر تم کسی پریشانی میں مبتلا ہو گئے تو میں تمہارے اہل خانہ کی کفالت کروں گا۔

وہ نصرانی عرب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے ارادے سے مدینے آ گیا وہ موقع کی تلاش میں تھا کہ اسے موقع ملے اور وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کر دے ایک دن اسے موقع مل گیا۔

ہوا یہ کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینے کے ایک باغ کی طرف یتیموں اور مسکینوں کے حال احوال معلوم کرنے کے لیے آئے وہ نصرانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر قریب کے ایک درخت پر چڑھ کر پتوں میں چھپ گیا تاکہ موقع ملتے ہی آپ کو شہید کر دے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اتفاق سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اسی درخت کے نیچے اینٹ کا تکیہ بنا کر آرام فرما ہو گئے اور آپ کی آنکھ لگ گئی۔

ابھی وہ نصرانی عرب نیچے اتر کر آپ کو شہید کرنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے دیکھا ایک جنگلی درندہ آیا اور آپ کے ارد گرد گھومنے لگا۔

پھر اس درندے نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو بوسہ دیا تھوڑی دیر کے بعد اس نصرانی عرب نے ایک آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا۔

اے عمر! آپ نے انصاف کیا اور نڈر ہو گئے آپ۔

یہ منظر دیکھ کر وہ نصرانی عرب سہم گیا اور اپنی جگہ بیٹھا رہا۔

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نیند سے بیدار ہو گئے تو وہ درندہ اٹھ کر چلا گیا۔

اب وہ نصرانی عرب درخت سے اتر کر نیچے آیا اور ادب کے ساتھ عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جس کی حفاظت جنگل کے درندے کرتے ہوں اس کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے۔

پھر اس نصرانی عرب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قتل کی سازش، اس کا مدینہ آنا اور تمام واقعات سے آگاہ کر دیا اور اپنی غلطی کی معافی مانگی

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے خندہ پیشانی سے معاف فرما دیا وہ نصرانی عرب یہ دیکھ کر فوراً ہی مسلمان ہو گیا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ایران کی فتح

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب خلافت کے منصب پر فائز ہوئے تو اس وقت مسلمانوں کی فوج قیصر و کسریٰ سے بر سر پیکار تھی۔ مسلمان ہر روز ایک نئی فتح سے ہمکنار ہو رہے تھے۔

مثنیٰ بن حارثہ کی درخواست پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار سے زیادہ کا لشکر حضرت سعد بن ابی وقاص کی قیادت میں مدینے سے عراق کی جانب روانہ کیا تھا تاکہ ایران میں کسریٰ کے اقتدار کا مکمل خاتمہ ہو جائے۔

مسلمانوں کا لشکر قادسیہ کے قریب تھا ایرانی بادشاہ یزدگرد نے جب مسلمانوں کے اس لشکر کے بارے میں سُنا تو اس نے حیران ہو کر پوچھا:

یہ لوگ جن کے پاس سامانِ جنگ بھی نہیں ہے دنیاوی کوئی طاقت بھی نہیں ہے کس بل بوتے پر ہماری جیسی عالمی طاقت سے لڑنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہیں اور کس بنیاد پر فتح پانے کے خواہش مند ہیں؟

اسی دوران مسلمانوں کا ایک وفد یزدگرد کے دربار میں پہنچ گیا یزدگرد نے انتہائی غرور تکبر کے ساتھ پوچھا:

تم لوگ ہمارے ملک میں کیوں آئے ہو؟ کیا تمہیں یہ جرأت اس لیے ہوئی ہے کہ ہم آپس کے جھگڑوں میں مصروف ہیں؟

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت نعمان بن مقرن کھڑے ہوئے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کا تذکرہ کیا اور اسلام کی دعوت دی اس کے بعد کہا:

اگر تمہیں اس دعوت سے انکار ہے تو جزیہ قبول کرو ورنہ تمہارے اور ہمارے درمیان فیصلہ تلوار کرے گی۔

یزدگرد طاقت کے نشے میں چور تھا عالمی طاقت ہونے کے غرور کو سخت چوٹ لگی تھی مسلمانوں پر طنز کرتے ہوئے کہنے لگا:

تم لوگ ہمارے سامنے ٹھہر نہیں سکو گے اور تم بھول گئے تمہیں سدھارنے کے لیے تو ہم سرحدی بستیوں کو ہی کہہ دیتے تھے تو وہ تمہیں ٹھکانے لگا دیتے۔اس لیے تم نہ لڑو تو یہ بہتر ہے ورنہ شدید نقصان اٹھاؤ گے ہاں البتہ اگر قحط سالی، بھوک، افلاس نے تمہیں یہاں آنے پر مجبور کیا ہے تو ہم تمہارے کھانے کا بندوبست کر دیتے ہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہوئے اور کہا:

اے بادشاہ! ہم ایسے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنا کرم فرمایا اور اپنے برگزیدہ نبی ﷺ کو ہم میں بھیجا اور نبی کریم ﷺ کی بعثت اور تعلیمات کا تذکرہ کرنے کے بعد کہا:

تم چاہو تو اسلام قبول کر لو تم چاہو تو جزیہ پسند کر لو یا پھر میدان جنگ میں آجاؤ۔

یہ سن کر تو مغرور بادشاہ یزدگرد کا غصے کے مارے برا حال ہو گیا اور چیختے ہوئے کہنے لگا: اگر قاصدوں کا قتل خلافِ اصول نہ ہوتا تو میں تمہاری گردنیں اڑا دیتا جاؤ! میرے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مٹی کا ٹوکرا

یزد گرد نے اپنے ایک نوکر کو حکم دیا کہ جاؤ مٹی کا ایک ٹوکرا لے کر آؤ۔

نوکر فوراً ہی مٹی کا ٹوکرا لے کر آ گیا۔

یزد گرد نے کہا: تم میں جو سردار ہے وہ اس ٹوکرے کو اپنے سر پر اٹھا لے۔ اور اپنے سردار سے کہنا کہ میں تمہاری سرکوبی کے لیے ایران کے مشہور پہلوان اور ایرانی فوج کے سپہ سالار رستم کو بھیج رہا ہوں وہ تمہیں قادسیہ کی خندق میں دفن کر دے گا۔

اور پھر اپنے فوجیوں سے کہا: انہیں مدائن سے باہر ہانکتے ہوئے نکال دو۔

بھلا مسلمان ان گیدڑ بھبکیوں سے کیسے مرعوب ہو سکتے تھے وہ تو موت کو اتنا ہی عزیز رکھتے تھے جتنا کافر زندگی کو، شوقِ شہادت نے انہیں اس سفر پر آمادہ کیا تھا۔

مٹی کا ٹوکرا اٹھا کر مسلمان اس کے محل سے نکل گئے۔

جب رستم کو اس واقعہ کی خبر ملی تو وہ غم و غصے سے بھرا ہوا بادشاہ کے پاس آیا وہ علم نجوم اور کہانت کا ماہر تھا اس نے یزد گرد سے کہا: یہ کیا کیا تم نے اپنی مٹی ہی ان کے حوالے کر دی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اب جلدی جلدی ہرکارے دوڑائے گئے کہ مسلمان جہاں کہیں ہوں ان مسلمانوں سے وہ مٹی کا ٹوکرا واپس لے لو اور پھر یزدگرد سے کہا: اگر ہمارے ہرکاروں نے ان سے مٹی کا ٹوکرا واپس لے لیا تو سمجھو کہ ہم نے اپنے ملک کو پا لیا اور اگر ہمارے ہرکارے ناکام ہو گئے تو سمجھ لینا کہ خدا نے ہم سے ہمارا ملک اور ہماری اولاد چھین لی ہے۔

ہرکاروں نے پوری کوشش کی ان مسلمانوں کو پیچھا کرنے کی مگر ناکام و نامراد رہے۔

مسلمان اب تک سعد بن ابی وقاص کی خدمت میں پہنچ چکے تھے۔

جب یہ وفد مٹی کا ٹوکرا اٹھائے ہوئے سعد بن ابی وقاص کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنی زمین خود ہی ہمارے حوالے کر دی ہے۔

رستم اپنی فوج لے کر قادسیہ کے میدان میں پہنچ چکا تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رستم کا دربار

رستم نے میدان جنگ ہی میں اپنا ایک شانداراور شاہانہ دربار سجایا جس میں انہوں نے عمدہ قالین بچھائے گدوں اور تکیوں سے اپنے خیمے کو خوب آراستہ کیااور اپنے خیمے کو سجانے سنوارنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی زیب وزینت کی ہر چیز خیمے میں موجود تھی۔
رستم کے لیے سونے کا تخت بچھایا گیااور اس پر قالین بچھائے گئےاور اسے سنہری تکیوں سے آراستہ کیا گیا۔

اس کے بعد رستم نے ایک نظر مسلمانوں کے لشکر پر ڈالی اور مسلمانوں کو پیغام دیا کہ بات چیت کے لیے اپنا ایک آدمی اس کے پاس بھیجا جائے۔

رستم کا مقصداس بات چیت سے یہ تھا کہ مسلمان قاصداس کے دربار کی زیب وزینت کو دیکھ لے گا تواس کی آنکھیں چندھیا جائیں گی اور وہ ایرانی فوج سے مرعوب ہو جائیں گے۔

مسلمانوں کی جانب سے حضرت ربعی کو بھیجا گیا۔

رستم کو مسلمان قاصد کے آنے کی خبر دی گئی۔

حضرت ربعی جب رستم کے آراستہ خیمے کی جانب روانہ ہوئے تو آپ ایک پستہ قد گھوڑے پر سوار تھے۔ان کے ساتھ ایک تلوار پھٹے پرانے کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان کا نیزہ گائے کی کھال کے چمڑے سے بندھا ہوا تھا اور تیر کمان ان کے پاس تھی دو گاؤ تکیوں سے انہوں نے اپنے گھوڑے کو باندھا۔

ان سے کہا گیا کہ ہتھیار رکھ دیجیے۔

انہوں نے کہا میں خود نہیں آیا کہ تمہارے حکم سے ہتھیار رکھ دوں اگر تمہیں بات نہیں کرنی تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔

رستم نے اندر آنے کا اشارہ کیا

ایرانی قالینوں کو وہ اپنے نیزے سے روندتے ہوئے رستم کے دربار میں جارہے تھے قالین کا کوئی ایسا حصہ نہیں تھا جو شکستہ اور خراب نہ ہوا ہو۔

اس کے بعد حضرت ربعی نے قالین کا ایک حصہ اٹھا کر زمین پر بیٹھ گئے اور اپنا نیزہ بھی وہیں گاڑ دیا۔

رستم نے ان سے ان کے آنے کا مقصد پوچھا کہ وہ ایران کیوں آئے ہیں؟

انہوں نے کہا کہ اللہ ہی ہمیں یہاں لایا ہے تا کہ ہم لوگوں کو بندوں کی عبادت سے نکال کر اللہ کی عبادت کی طرف لائیں۔ حضرت ربعی نے رستم کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کیا۔

اہل ایران پر مسلمانوں کے رعب و دبدبہ طاری ہو چکا تھا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جنگ قادسیہ

قادسیہ کا میدانِ جنگ گرم ہو چکا تھا دونوں طرف سے فوجیں لڑ رہی تھیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص بیماری کے سبب اس جہاد میں خود حصہ نہ لے سکے لیکن آپ مسلمانوں کو مسلسل ہدایت دیتے رہے۔

ایرانیوں نے اپنے لشکر کے سامنے ہاتھیوں کو رکھا ہوا تھا جو رستم کی فوج کو ہیبت ناک بنا رہے تھے۔

ان ہاتھیوں کو دیکھ کر مسلمانوں کے گھوڑے اور اونٹ بدک رہے تھے۔

پہلے دن کی لڑائی میں مسلمانوں نے شدید نقصان اٹھایا۔

دوسرے دن مسلمانوں نے اس کا علاج یہ نکالا کہ ہاتھیوں کی آنکھوں اور سونڈ پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے ہاتھی واپس اپنے ہی لشکر میں تباہی مچانے لگے۔

لڑائی اپنے زوروں پر تھی مسلمان مجاہدین بڑے مردانہ وار ان بزدلوں سے لڑ رہے تھا ایرانیوں کی اکثریت مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو رہی تھی یا پھر موت کے خوف کی وجہ سے جنگ سے فرار بھی ہو رہی تھی۔

تین چار دن کی اس خوں ریز لڑائی میں رستم مارا گیا اور مسلمانوں کو شاندار فتح نصیب ہوئی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فاروقِ اعظم اور جنگِ قادسیہ

ادھر مدینے میں امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ قادسیہ کے حوالے سے بہت فکر مند تھے روزانہ ہی صبح سویرے مدینے کے باہر تشریف لے جاتے اور دوپہر کو واپس ہوتے۔

آج بھی حسب معمول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ صبح سویرے ہی مدینے سے باہر تشریف لے گئے کہ دیکھا ایک گھڑ سوار آرہا ہے۔

وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے واقف نہیں تھا، سعد بن ابی وقاص کا پیغام امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے لایا تھا۔

جس میں فتح کی خوشخبری بھی تھی اور شہداء کی تعداد کی فہرست بھی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے معلوم کیا کہ کہاں سے آرہے ہو؟

اس نے کہا: میں قادسیہ سے آرہا ہوں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے بندے وہاں کی کوئی خبر ہے؟

اس نے جواب دیا اللہ نے مشرکین کو شکست دی ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس گھڑ سوار کے ساتھ ساتھ دوڑتے جاتے اور وہاں کے حالات پوچھتے جاتے۔

وہ شخص بھی گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے جواب دیتا رہا۔

جب امیر المومنین اور گھڑ سوار دونوں مدینے میں داخل ہوئے تو لوگوں نے فاروقِ اعظم کو دیکھا تو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا۔

اب تو یہ اجنبی گھبرا گیا کہنے لگا: آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ آپ امیر المومنین ہیں؟

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بڑی سادگی سے جواب دیا: میرے بھائی کوئی بات نہیں اور حضرت سعد کا خط پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمانوں نے عظیم الشان فتوحات حاصل کیں

اسلامی حکومت ۲۲ لاکھ مربع میل تک پھیل چکی تھی عرب کے علاوہ عراق، ایران، مصر، فلسطین، بحرین، آرمینیا، آذر بائی جان وغیرہ اس میں شامل تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شیر خوار بچہ

رات ہو چکی تھی لوگ اپنے گھروں میں آرام کر رہے تھے لیکن امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ روزانہ کی طرح آج بھی رعایا کی خبر گیری کے لیے گشت پر نکلے ہوئے تھے کہ ایک گھر سے شیر خوار بچے کے رونے کی آواز سنائی دی۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس بچے کی ماں سے کہا: اے خاتون! اللہ سے ڈرو اور بچے کو نہ رلاؤ۔

کچھ دیر کے بعد بچہ پھر رونے لگا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوبارہ اس بچے کی ماں کے پاس گئے اور وہی الفاظ دہرائے۔

رات کا آخری پہر تھا شیر خوار بچے کے رونے کی آواز نے اس سناٹے کو پھر توڑ ڈالا۔

امیر المومنین پھر اس عورت کے پاس گئے اور اس سے ذرا سختی سے کہا: تم کیسی بے رحم ماں ہو؟

آخر بات کیا ہے جو تمہارا بچہ خاموش نہیں ہوتا؟

وہ عورت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نہیں پہچانتی تھی اس نے کہا:

اے اللہ کے بندے!

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں اسے دودھ نہیں پلاتی اور یہ دودھ پینے کی ضد کر رہا ہے۔

امیر المومنین نے پوچھا: تم اسے دودھ کیوں نہیں پلاتیں؟

اس عورت نے کہا: امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہوا ہے جب تک بچے ماں کا دودھ پیتے رہیں بیت المال سے ان کا وظیفہ جاری نہ کیا جائے میں اس کا دودھ چھڑا رہی ہوں تا کہ اس کا وظیفہ لگ جائے۔

فجر کی اذان کا وقت ہو چکا تھا اور اس واقعہ کے بعد سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آنسو جاری تھے۔

فجر کی نماز کے بعد لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

افسوس ہے عمر پر! نہ جانے کتنے مسلمان بچوں کا خون اس کی گردن پر ہے۔

اس کے بعد اعلان فرمایا:

اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو میں ہر مسلمان بچے کا وظیفہ مقرر کرتا ہوں اور یہ حکم ہمیشہ کے لیے دے دیا گیا۔

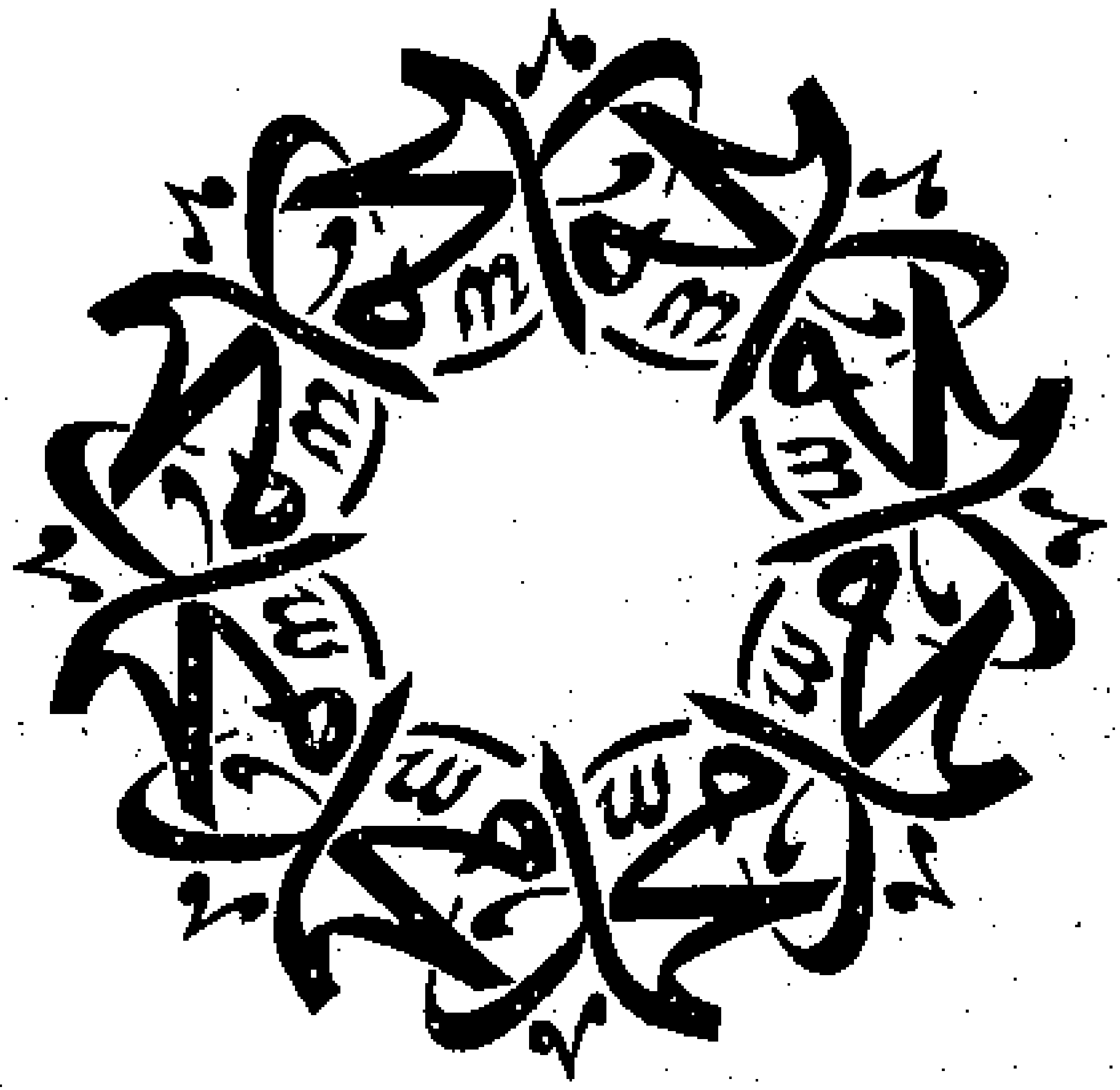

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رعایا کی خبر گیری

آج شب بھی حسبِ معمول رعایا کی خبر گیری کے لیے امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کے اندھیرے میں گشت کر رہے تھے ایک جگہ دیکھا کہ آگ جل رہی ہے اور اس آگ پر ایک ہانڈی رکھی ہوئی ہے اور ایک عورت اس ہانڈی میں چمچہ ہلا رہی ہے جب کہ اس کے بچے رو رہے ہیں۔

امیر المومنین نے اس عورت سے پوچھا: یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟

اس عورت نے جواب دیا: بھوک سے۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے پوچھا کہ اس ہانڈی میں کیا رکھا ہے؟

اس عورت نے کہا کہ اس ہانڈی میں پانی ہے میں ان بچوں کو بہلا رہی ہوں تاکہ یہ سو جائیں وہ عورت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نہیں پہچانتی تھی۔

کہنے لگی اللہ تعالیٰ ہی ہمارے اور عمر کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر رحم فرمائے عمر کو تمہاری حالت کیسے معلوم ہو سکتی ہے؟

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس عورت نے کہا کہ وہ ہم پر حکومت کرتے ہیں اور ہمارے حال سے غافل ہیں۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسی وقت واپس ہوئے بیت المال سے آٹا، گھی لیا اور خادم سے کہا کہ اسے میری پیٹھ پر لاد دو۔

خادم نے کہا: امیر المومنین! یہ میں اٹھالیتا ہوں۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا قیامت کے دن بھی تم میرا بوجھ اٹھاؤ گے؟

لہٰذا اس نے وہ بوری آپ کی پشت پر لاد دی آپ یہ راشن لے کر اس عورت کے بچوں کے پاس پہنچے اور اس عورت سے کہا کہ تم ایک طرف ہو جاؤ اور کھانا پکانے کا کام مجھ پر چھوڑ دو۔

پھر آپ نے ان بچوں کے لیے حلوہ بنایا اور ان بچوں کو اپنے سامنے کھلایا اب وہ بچے جو تھوڑی دیر پہلے بھوک سے بلک رہے تھے اب آپس میں ہنستے ہوئے کھیل رہے تھے کچھ دیر کے بعد جب وہ سو گئے تو امیر المومنین وہاں سے روانہ ہوئے۔

اس عورت نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے امیر المومنین سے زیادہ خلافت کے حقدار تو آپ ہیں۔ آپ نے اس عورت سے کہا جب تم امیر المومنین کے یہاں آؤ گی تو مجھے وہاں پاؤ گی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کُرتا

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس یمن سے کچھ چادریں آئیں آپ نے انہیں مسلمانوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا۔ مسلمان کے حصے میں ایک چادر آئی۔ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حصے میں بھی ایک چادر آئی۔

اگلے دن جب امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اسی چادر کا کرتا پہنا ہوا تھا، امیر المومنین منبر پر کھڑے ہونے کے بعد جہاد کی دعوت دی۔

اسی دوران ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ہم آپ کی بات نہیں مان سکتے۔

حضرت عمر نے پوچھا کیوں؟ وہ شخص بولا آپ نے خود کو ہم پر ترجیح دی ہے۔

کل جو چادریں تقسیم ہوئی تھیں آپ کے حصے میں بھی ایک چادر آئی تھی لیکن آج جو کرتا آپ نے پہن رکھا ہے یہ ایک چادر میں نہیں بن سکتا اس کے لیے کم از کم دو چادریں ہوں تو یہ کرتا بنے گا۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادے عبداللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: عبداللہ اس کا جواب تم دو۔ عبداللہ بن عمر نے کہا: یہ درست ہے کہ ایک چادر میں کرتا نہیں بن سکتا مگر جو چادر میرے حصے میں آئی تھی وہ چادر میں نے اپنے والد کو دے دی تھی جس کی وجہ سے یہ کرتا بن گیا۔

اس شخص نے کہا امیر المومنین! اپنی بات کو جاری رکھیے اب ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

انتخاب

رات کا گشت آج بھی حسبِ معمول جاری تھا۔

اچانک ایک گھر سے کچھ آوازوں نے رکنے پر مجبور کر دیا۔

گھر کے اندر ایک ماں اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی، بیٹا دودھ میں پانی ملا دو۔

بیٹی نے کہا: امیر المومنین کا حکم ہے کہ کوئی دودھ میں پانی نہیں ملائے۔

ماں نے اپنی بیٹی کو ڈانٹتے ہوئے کہا:

زیادہ باتیں نہ بناؤ دودھ میں پانی ملاؤ امیر المومنین کون سا دیکھ رہے ہیں۔

بیٹی نے کہا: اگر امیر المومنین نہیں دیکھ رہے تو کیا ہوا اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی اور اپنے خادم سے کہا:

اس گھر کو اچھی طرح پہچان لو دوسرے دن ان لوگوں کے گھر والوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور اپنے صاحبزادے حضرت عاصم کا نکاح اس نیک صالح لڑکی سے کر دیا۔

یہ نیک صالح لڑکی سے ہی نکاح کا نتیجہ تھا کہ عمر بن عبد العزیز انہی نیک خاتون کے نواسے تھے انہوں نے اپنے دور حکومت میں سادگی اور عدل وانصاف کی ایسی شاندار مثالیں قائم کیں لوگ انہیں عمر ثانی کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

انصاف اور گورنر کا بیٹا

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر صوبے میں گورنر مقرر کیے تھے۔ حج کے موقع پر اور لوگوں کے ساتھ یہ گورنر جمع ہوتے۔ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ گورنروں سے صوبوں کے معاملات دریافت کرتے اور لوگوں سے ان کے گورنروں کے بارے میں معلوم کرتے لوگوں کو اگر گورنر سے کوئی شکایت ہوتی تو بے دھڑک امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہہ دیتے۔ اس دفعہ بھی حسبِ معمول گورنر صوبوں کے معاملات سے آگاہ کر رہے تھے اور جن کو گورنر سے شکایات تھیں وہ اپنی شکایات کر رہے تھے۔

مصر کا ایک شخص امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انتہائی عاجزی و مسکینی کے ساتھ عرض کی:

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں ظلم سے آپ کی پناہ لینے آیا ہوں۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے ایسے آدمی کی پناہ حاصل کی ہے جو تمہیں پناہ دے سکتا ہے۔

اس مصری نے عرض کی: امیر المومنین!

میں نے مصر کے گورنر عمرو ابن عاص کے بیٹے کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کیا اور میں اس سے اس مقابلہ میں جیت گیا تو یہ مجھے کوڑے مارنے لگا اور کہنے لگا:

میں شریف خاندان کا بیٹا ہوں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عمرو ابن عاص اور ان کے بیٹے کو فوراً طلب کیا تفتیش کی اور پھر پوچھا وہ مصری کہاں ہے؟

وہ مصری فوراً ہی سامنے آگیا۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ لو کوڑا اور اس کو مارو جتنا اس نے تمہیں مارا تھا۔

اُس مصری نے امیر المومنین کے ہاتھ سے کوڑا لے لیا اور عمرو ابن عاص کے بیٹے کو مارنے لگا۔

امیر المومنین کہتے جاتے تھے:

شریف خاندان کے بیٹے کو مارو۔

جب اس نے بدلہ لے لیا تو آپ نے مصری سے کہا: اس گورنر کو بھی دو چار کوڑے مارو

مصری نے عرض کی امیر المومنین! ان کے بیٹے نے زیادتی کی تھی میں نے اس کا بدلہ لے لیا۔

پھر امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عمرو ابن عاص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنانا شروع کر دیا جب کہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا تھا؟

حضرت عمرو ابن عاص نے عرض کی امیر المومنین!

مجھے اس معاملے کی کچھ خبر نہیں اور نہ ہی یہ مصری میرے پاس شکایت لے کر آیا تھا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یا ساریۃ الجبل

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ساریہ نامی ایک شخص کو امیر لشکر بنا کر ایک جنگ میں بھیجا۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کچھ دنوں کے بعد جمعہ کی نماز میں خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک خطبہ کے دوران آپ نے فرمایا:

اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہٹ

یہ جملہ آپ نے تین بار کہا

خطبہ کے دوران اس طرح بولنا سب کے لیے حیران کن تھا۔

اس کے بعد آپ نے خطبہ دوبارہ شروع کر دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت عمر سے قدرے بے تکلف تھے انہوں نے کہا کہ آج کیا بات ہوئی کہ اچانک آپ نے خطبہ کے دوران یا ساریۃ الجبل کہنا شروع کر دیا۔

آخر معاملہ تھا کیا؟

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خدا کی قسم! میں یہ کہنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں نے دیکھا کہ مسلمان پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں اور دشمن ان کو آگے اور پیچھے سے گھیرے ہوئے ہے اور اگر وہ پہاڑ کے پیچھے نہ ہوتے تو دشمن کے فوجی مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتے یہ دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہہ دیا:

ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جا۔

کچھ دنوں کے بعد حضرت ساریہ کا قاصد ایک خط لے کر امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

اس خط میں لکھا ہوا تھا جمعہ کے روز ہم دشمن سے جنگ لڑ رہے تھے اور ہمیں اپنی شکست یقینی دکھائی دے رہی تھی کہ نمازِ جمعہ کے وقت ہم نے امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز سنائی دی کہ ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جا چنانچہ ہم پہاڑ کی طرف ہٹ گئے اور ہم کو دشمنوں پر فتح نصیب ہوئی۔

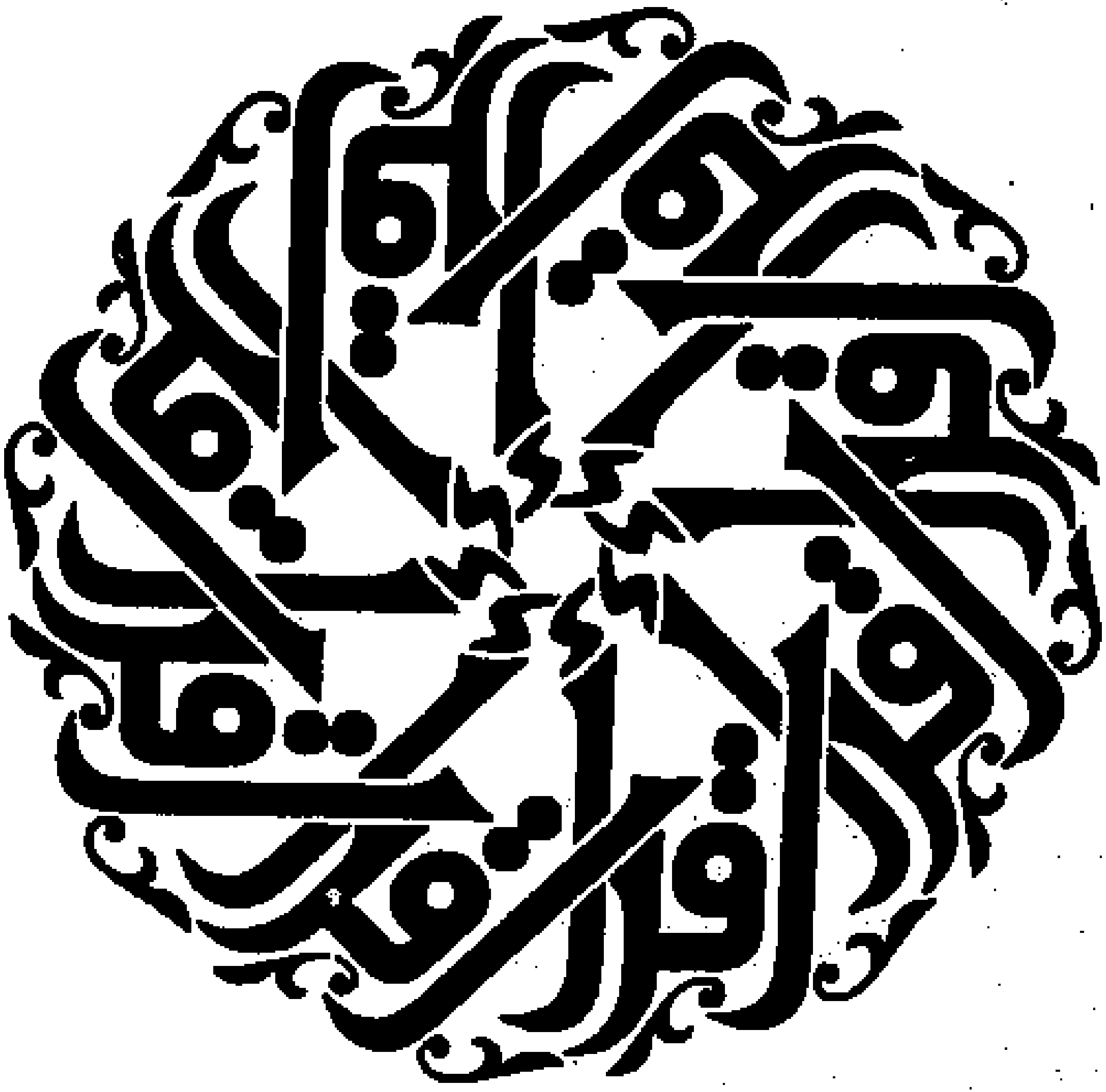

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دریائے نیل کو حکم

مصر کے لوگ کافی پریشان تھے، دریائے نیل خشک ہو رہا تھا۔

روز بروز دریائے نیل کا پانی کم ہوتا جا رہا تھا، مصر کی معیشت کا دار و مدار کھیتی باڑی پر تھا کچھ ہی دنوں میں دریائے نیل مکمل خشک ہو گیا۔

مصر کے لوگ حضرت عمرو بن العاص کے پاس آئے، حضرت عمرو بن العاص نے ہی مصر فتح کیا تھا اور آپ ہی کو دربارِ خلافت سے مصر کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔

مصر کے لوگوں نے حضرت عمر بن العاص سے عرض کی: ہماری ساری معیشت کا دار و مدار کھیتی باڑی پر ہے اور کھیتی جب ہی ہری بھری ہو گی جب پانی ہو اور دریائے نیل کا پانی خشک ہو چکا ہے۔ اسلام سے قبل ایک ٹوٹکا ہم کیا کرتے تھے جس سے دریائے نیل میں پانی آ جاتا تھا اس ٹوٹکے کے بغیر پانی دوبارہ دریائے نیل میں رواں دواں نہیں ہو گا۔

حضرت عمرو بن العاص نے پوچھا: وہ ٹوٹکا کیا ہے؟

انہوں نے کہا کہ چاند کی گیارہ تاریخ کو ہم ایک خوبصورت کنواری لڑکی کا انتخاب کیا کرتے ہیں اس کے والدین کی رضامندی سے اسے اعلیٰ درجے کے زیورات اور کپڑے پہناتے ہیں اور پھر اس کو دریائے نیل کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔

اب آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس طرح کر لیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت عمرو ابن العاص نے فرمایا: یہ سب بے سروپا باتیں ہیں اسلام ان تمام باتوں اور وہموں کو مٹانے آیا ہے آپ نے انہیں یہ کام کرنے صاف منع کر دیا۔

دریائے نیل اب مکمل خشک ہو چکا تھا اور بہت سے لوگ ترک وطن پر آمادہ ہو رہے تھے۔

چنانچہ حضرت عمرو ابن العاص نے امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خط لکھ کر تمام واقعہ سے کو آگاہ فرما دیا۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب یہ خط پڑھا تو آپ نے انہیں لکھا کہ تم نے مصریوں کو بہت اچھا جواب دیا اسلام ان تمام باتوں کو مٹانے آیا ہے میں اس خط کے ہمراہ ایک رقعہ بھیج رہا ہوں اس رقعہ کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔

جب وہ خط اور رقعہ حضرت عمرو بن العاص کے پاس پہنچا تو اس رقعہ میں لکھا تھا:

اللہ کے بندے امیر المومنین کی طرف سے۔

دریائے نیل کو معلوم ہو کہ اگر تو خود بخود جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو ہمیں تیری ضرورت نہیں اگر تجھے اللہ تعالیٰ جاری فرماتا ہے تو میں اللہ واحد و قہار ہی سے استدعا کرتا ہوں کہ تجھے جاری کر دے۔

جیسے ہی اس رقعہ کو خشک دریائے نیل میں ڈالا گیا فوراً ہی دریائے نیل رواں دواں ہو گیا دوسرے دن صبح جب دیکھا تو پانی معمول سے سولہ گز اوپر تھا۔ اسی دن سے مصر میں جاہلانہ رسم بھی ختم ہو گئی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نظامِ حکومت

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عدل وانصاف کے ساتھ شاندار خلافت قائم کی۔آپ رعایا کی خبر گیری رکھتے لوگوں کے کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے، یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کا خصوصی خیال رکھتے۔

آپ نے راستے میں چوکیاں بنوائیں جگہ جگہ نہریں کھدوائیں، مسجد نبوی کی توسیع کی ،چار ہزار کے قریب مساجد کی تعمیر کی گئی۔

سڑکیں اور پل بنوائے ،مردم شماری کا نظام قائم کیا،قرآن وحدیث کی تعلیم کو عام کیا، تمام علاقوں میں فقیہ مقرر کیے۔

آپ نے غیر مسلموں سے اچھا سلوک کرنے کی ہدایت کی اور اسلام تیزی سے عرب و عجم میں پھیلتا چلا گیا۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ فوجی نظام تشکیل دیا، مجاہدین کے بیوی بچوں کے لیے وظیفے مقرر کیے۔

جگہ جگہ فوجی چھاؤنیاں قائم کیں فوج کی تعلیم کا بھی انتظام کیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شہادت

عدل وانصاف کا سویرا ہو چکا تھا، ہر طرف امن وامان کا بول بالا تھا، ایک دن مغیرہ بن شعبہ کا فارسی غلام ابولولوٗ فیروز دربارِ خلافت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میرا آقا مجھ سے کام زیادہ لیتا ہے اور معاوضہ کم دیتا ہے۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تحقیق کی اور کہا تمہاری شکایت جائز نہیں تمہیں تمہارے کام کے حساب سے معاوضہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

فیروز نے اس بات کو اپنے دل میں بٹھالیا اور ناراض ہو کر چلا گیا اور دوسرے دن امیر المومنین کو شہید کرنے کے ارادے سے منہ اندھیرے آکر مسجد میں چھپ گیا اس نے اپنی چادر میں دودھاری خنجر بھی چھپا رکھا تھا۔

جب امیر المومنین نے نماز کے لیے صفیں درست کرالیں اور نماز پڑھانے لگے تو اس نے کونے سے نکل کر امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر دودھاری خنجر سے حملہ کر دیا اور بھاگ کھڑا ہوا۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی جگہ عبدالرحمٰن بن عوف کو امامت کے لیے کھڑا کیا۔

لوگ اس کو پکڑنے کے لیے دوڑے لیکن فیروز نے ان کے ہاتھ اپنی کمر تک نہ پہنچنے دیئے اور دائیں بائیں خنجر کا وار کرنے لگا یہاں تک کہ بارہ آدمی زخمی ہو گئے آخر کار ایک شخص نے اس پر چادر ڈال کر اس کو گرادیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فیروز کو یقین ہو گیا کہ اب وہ بچے گا نہیں چنانچہ اس نے اسی خنجر کو اپنے پیٹ میں بھونک لیا اور خودکشی کر کے مر گیا۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ ابن عباس سے دریافت کیا مجھے کس نے مارا؟

انہوں نے بتایا کہ مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولولو فیروز نے۔

یہ سن کر امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں ہوئی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔

شہرِ مدینہ میں لوگ غم سے نڈھال تھے ہر آنکھ اشک بار تھی، مرد عورتیں، بچے سب گھروں سے حادثے کے بارے میں جاننے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حالت بہت زیادہ نازک ہو چکی تھی آپ نے فرمایا: میں خلافت کا حق دار عثمان غنی، علی حیدر، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ اور زبیر سے زیادہ کسی کو نہیں سمجھتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان سے راضی تھے ان میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لو اور اس کی اطاعت کرنا۔

صحابہ کرام نے سیدنا عثمان غنی کو تیسرے خلیفہ راشد کے طور پر خلیفہ منتخب کر لیا۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ یکم محرم الحرام ۲۴ ہجری کو ۶۳ سال کی عمر میں شہید ہو گئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دولت مند تاجر

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا شمار مکہ کے بڑے نامور تاجروں میں ہوتا تھا۔

آپ کے گھر والوں نے آپ کی تربیت بہت اچھی کی تھی آپ کو لکھنا پڑھنا سکھایا، سچائی اور دیانتداری سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔

عرب کی سرزمین جہاں شراب نوشی، ظلم و ستم، فحاشی و بے حیائی عام تھی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان چیزوں کو کبھی ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اب جوان ہو چکے تھے۔

روزگار کے لیے کیا کیا جائے؟ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سوچا۔

پھر عرب کے رواج کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ نے بھی تجارت کو پیشہ اپنانے کا سوچا اور جلد ہی غلے کی تجارت شروع کر دی۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دیانتدار تو تھے ہی اسی دیانت داری کی خوبی نے ان کے کاروبار کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا کر دی۔

جلد ہی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا شمار مکہ کے کامیاب تاجروں میں ہونے لگا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مکہ میں ہلچل

نبی کریم ﷺ بھی تجارت فرماتے تھے اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی مکہ کے مشہور تاجر تھے اور رشتے کے لحاظ سے بھی عثمان غنی نبی کریم ﷺ کے بھانجے تھے اس لیے باہمی احترام کا رشتہ بھی قائم تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے آج اللہ تعالٰی کے حکم کے مطابق مکہ میں نبوت کا اعلان فرما دیا تھا۔

نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت نے کفر کے ایوانوں میں ہلچل مچادی تھی۔

- نبی کریم ﷺ کی دعوت اسلام اندھیروں کو دور کرنے کی نوید سنا رہی تھی۔
- جہالت کی تاریکیوں کو ختم کرنے کا اعلان کر رہی تھی۔
- انسانی مساوات کا درس دے رہی تھی۔
- 360 خداؤں کی شکست کی خبر دے رہی تھی۔
- خلق خدا کی بھلائی کی خوشخبری دے رہی تھی۔
- مجبور عوام کو رسم و رواج کے گورکھ دھندوں سے نکالنے کی نوید سنا رہی تھی۔
- ایثار، قربانی، پیار و محبت، بھائی چارہ اور عظمتِ انسانیت کو زندہ کرنے کا شعور دے رہی تھی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بشارت

ایک دن سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنی خالہ جان سُعدی بنت کریز کے پاس تشریف لے گئے۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خالہ جان سُعدی بنت کریز کہانت میں بڑی مہارت رکھتی تھیں

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہنے لگیں بھانجے! تمہیں مبارک ہو!

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا خالہ جان! کس بات کی مبارک باد دے رہی ہیں؟

خالہ جان نے کہا: بھانجے تمہارے پاس خیر آئے گی تمہیں شر سے بچایا جائے گا۔

اور اللہ کی قسم! تمہاری شادی دو خوبصورت لڑکیوں سے ہو گی اور وہ اتنی خوب صورت اور حسین لڑکیاں ہوں گی کہ نہ تم نے پہلے کبھی دیکھی ہوں گی اور نہ کبھی دیکھو گے اور یہ دونوں خوب صورت بیٹیاں ایک پیغمبر کی ہوں گی۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اس بشارت پر بڑی حیرت ہوئی اور آپ نے اس کو اُس وقت ناممکن سمجھا وقت گزرتا چلا گیا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرما دیا:

آپ کی خالہ سُعدی نے اسلام قبول کر لیا تھا آپ نے عثمان بن عفان سے کہا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

محمد بن عبداللہ ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں وہ لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلاتے ہیں اور بہت زیادہ وقت نہیں گزرے گا جب یہ دین ساری دنیا میں پھیل جائے گا:

جو شخص نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرے گا اس کا سر قلم کر دیا جائے گا اور ان کے پاس برہان ودلیل ہے تم ان کی اتباع کرو۔

دیکھو! کہیں یہ بت تم کو ہلاک نہ کر دیں۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بڑے غور سے اپنی خالہ جان کی باتیں سن رہے تھے۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خالہ جان سُعدی بنت کریز نے مزید کہا:

محمد بن عبداللہ، اللہ کے سچے رسول ہیں یہ اللہ کی کتاب لائے ہیں اور اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔

- ان کا چراغ روشنی ہے۔
- ان کا دین فلاح ہے۔
- ان کا حکم ماننے میں کامیابی ہے۔
- ان کی مخالفت میں شکست اور نامرادی ہے۔
- وادیاں ان کی فرمانبردار ہیں۔

کوئی کچھ بھی کر لے، کتنی ہی مخالفت کر لے، شور شرابا کرے یا چیخنا چلانا شروع کر دے یا پھر نیزے تان لے لیکن وہ ان کے خلاف کامیاب نہ ہو سکے گا۔

خالہ جان کی باتوں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت پیدا کر دی تھی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

روشنی اتنی قریب ہے۔ سیدنا عثمان بن عفان نے سوچا

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہت اچھی دوستی تھی۔ اگلے دن ہی آپ سیدنا صدیق اکبر کے گھر تشریف لے گئے اور خالہ جان سے ہونے والی تمام گفتگو سے آگاہ کیا۔

سیدنا ابو بکر صدیق نے فرمایا: اے عثمان! آپ پر اللہ کی رحمت ہو آپ ایک دانش مند آدمی ہیں۔ حق و باطل کو علیحدہ کرنے کی صلاحیت بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہے۔

یہ بے جان بُت جنہیں ہم نے خود بنایا ہے جو نہ فائدہ دیتے ہیں نہ نقصان نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سیدنا ابو بکر صدیق کی باتوں سے بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے:

اللہ کی قسم! بالکل ایسا ہی ہے جیسا آپ نے فرمایا۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ کی قسم! تمہاری خالہ جان نے تم سے بالکل سچ کہا ہے یہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام دے کر انہیں لوگوں کی طرف بھیجا ہے۔

کیا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے کے لیے تیار ہو؟

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں ضرور! پھر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سیدنا ابو بکر صدیق کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن عفان کو بھی اسلام کی دعوت دی اور فرمایا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اے عثمان!

اللہ کی طرف سے حق کو قبول کرو میں تمہاری طرف اور تمام مخلوق کی طرف اس کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے سینے میں تو پہلے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پیدا ہو چکی تھی فوراً ہی انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شہزادی سیدہ رقیہ کا نکاح بھی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کر دیا

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بہت خوب صورت اور مردانہ وجاہت کا نمونہ تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بھی بہت خوب صورت اور حسین تھیں۔

اس وقت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنی خالہ جان کی کہی ہوئی بات یاد آ گئی دونوں ہی چودھویں کے چاند سے زیادہ خوبصورت اور حسین تھے۔

ظالم چچا

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کی خبر نے مشرکین کو حیرت زدہ کر دیا تھا۔ دولت مند تاجر، عادت واطوار میں وہ عرب کے شرفاء اور قابل قدر لوگوں میں شمار ہوتے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تھے۔اب تک اسلام قبول کرنے والے اکثر لوگ غریب اور کمزور تھے ایک دولت مند تاجر کا اسلام قبول کر لینا کفار مکہ کے لیے اچھا شگون نہیں تھا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کی خبر جب سے ان کے چچا حکم بن العاص نے سنی تھی وہ اپنے آپ ہی میں نہ تھا۔ جیسے ہی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے ظالم چچا نے ان کو برے طریقے سے مارنا پیٹنا شروع کر دیا اور کہنے لگا:

اے بھتیجے! میں کہتا ہوں نیا مذہب چھوڑ دو۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے چچا! تجھے جتنا مارنا ہے مار لے میں جان تو دے دوں گا مگر اسلام نہیں چھوڑوں گا۔

چچا نے یہ سن کر دوبارہ مارنا پیٹنا شروع کر دیا اور بالآخر تھک ہار کر بیٹھ گیا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بڑے صبر و حوصلے کے ساتھ اس ظلم و ستم اور تشدد کو برداشت کیا اور ہر بار چچا کے مطالبے پر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہی جواب دیا:

تم جو چاہو ظلم کر لو میں اسلام ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔

چچا نے ظلم و ستم کا ہر حربہ آزما لیا مگر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوصلے میں کمی نہیں آئی۔

ظلم و ستم صرف اپنوں کا ہی نہ تھا بلکہ مکہ کے دوسرے کافر بھی ان مظلوم مسلمانوں کو ستانے میں کسی سے پیچھے نہ تھے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ھجرت

ظلم وستم میں آئے روز شدت آتی جارہی تھی ظلم حد سے بڑھ چکا تھا اس صورتِ حال میں نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت عطا فرمادی۔

صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ ہمیں کس طرف ہجرت کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا:

تم حبشہ کی جانب ہجرت کر جاؤ وہاں کی آب وہوا بھی بہتر ہے اور اور وہاں کا بادشاہ بھی اچھا آدمی ہے کسی پر ظلم نہیں ہونے دیتا جب تک اللہ تعالیٰ تمہاری اس مصیبت کو دور نہیں کر دیتا تم وہیں ٹھہرو۔

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت حبشہ کی جانب ہجرت کی تیاری کرنے لگی۔

حبشہ براعظم افریقہ کا ملک تھا جو سمندر سے پار عرب کے جنوب مغرب میں واقع ہے اور اب حبشہ کو ایتھوپیا کہا جاتا ہے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ وہ تنہا ہی ہجرت کریں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رقیہ کو بھی ساتھ لے جاؤ کیونکہ تم دونوں ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اس کے بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو بھی اپنے ہمراہ لیا حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا نے آپ کو رخصت کیا اور نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا حبشہ کی جانب ہجرت کر رہے ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت لوط اور حضرت ابرہیم ؑ کے بعد میری بیٹی اور عثمان سب سے پہلے ہجرت کرنے والوں میں سے ہیں۔

اس قافلہ میں بارہ مرد اور چار عورتیں شامل تھیں۔ اعلانِ نبوت کے پانچویں سال مہاجرین کا پہلا قافلہ اپنے وطن کو چھوڑ کر حبشہ کی جانب روانہ ہو گیا تاکہ وہ وہاں کی آزاد فضا میں اپنے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کر سکیں اور اسلامی عقیدے کے مطابق آزادی سے زندگی بسر کر سکیں۔

اس قافلے نے رات کے اندھیرے میں چپکے سے نکل کر شِعبہ کی بندرگاہ کا رخ کیا خوش قسمتی سے وہاں دو تجارتی کشتیاں موجود تھیں وہ روانہ ہونے ہی والی تھیں نصف دِینار ہر ایک آدمی کا کرایہ طے ہوا اور وہ کشتیاں بغیر کسی تاخیر کے مکہ سے حبشہ روانہ ہو گئیں۔

قریش کو ان کے بارے میں پتا چلا تو انہوں نے ان کا پیچھا کیا مگر جب وہ ساحلِ سمندر پر پہنچے تو کشتیاں روانہ ہو چکی تھیں۔

پیارے بچو اور نوجوانو!

یہ بات ذہن میں رکھیے گا کہ اسلام کے فدائی ہر قسم کے تشدد، اذیت اور تکالیف کو جھیل سکتے تھے ان کا صبر مثالی تھا مگر مکے میں عالم یہ تھا کہ کوئی شخص زور سے قرآن شریف کی تلاوت بھی نہیں کر سکتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے حرم میں جب قرآن کریم کی تلاوت کی تو کفار اُن پر ٹوٹ پڑے اور مار مار کر چہرہ لہولہان کر دیا۔ دیگر مسلمان جو مقام و مرتبہ میں روسائے قریش سے کم نہیں تھے وہ بھی اس قدر مجبور کر دیئے گئے تھے کہ بلند آواز سے قرآن نہیں پڑھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سکتے تھے۔اس کے علاوہ ہجرت سے یہ بھی فائدہ ہوتا تھا کہ مسلمان دوسرے لوگوں کو بھی آزادانہ اسلام کی تبلیغ کر سکتے تھے۔

حبشہ میں مسلمان بڑے سکون اور اطمینان سے رہ رہے تھے ان کو دین پر عمل کرنے کی آزادی تھی۔ابھی انہیں حبشہ میں تین ماہ ہی گزرے تھے کہ انہیں یہ خبر ملی کہ کفار مکہ نے اسلام قبول کر لیا ہے یہ خبر سنتے ہی مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے واپس مکہ جانے کی تیاری کر لی۔جب وہ واپس مکہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس خبر میں تو کچھ بھی صداقت نہیں تھی۔

حبشہ سے واپس آنے کے بعد ان کافروں نے ان مظلوم مسلمانوں پر ظلم و ستم کو اور تیز کر دیا۔

بالآخر اگلے سال نبی کریم ﷺ نے انہیں دوبارہ حبشہ کی جانب ہجرت کی اجازت عطا فرمادی۔

اس دفعہ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے والوں میں ایک سو دو مسلمان مرد و عورت شامل تھے ان میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں اس طرح اس نورانی جوڑے کو اسلام کی خاطر دو دفعہ ہجرت کرنے کا اعزاز ملا۔سفر کی تکلیفیں اور مصائب برداشت کرتے ہوئے یہ لوگ دوبارہ حبشہ پہنچ گئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ھجرت مدینہ

مدینے میں اوس و خزرج دونوں قبائل نے اسلام قبول کر لیا تھا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو مدینے آنے کی دعوت بھی دے دی تھی۔ان جانثاران مصطفے ﷺ نے اس عزم کا اظہار بھی کیا تھا کہ وہ جان تو دے دیں گے مگر آپ ﷺ پر آنچ نہیں آنے دیں گے اور وہ مرتے دم تک آپ ﷺ کی حفاظت اور مدد کریں گے۔ان لوگوں کی اس مدد اور حمایت کی وجہ سے انہیں انصار یعنی "مددگار" کہا گیا۔

نبی کریم ﷺ نے مکہ میں موجود مسلمانوں کو مدینے ہجرت کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سیدہ رقیہ اور ان کے بیٹے عبداللہ جو حبشہ میں پیدا ہوئے تھے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یھودی کا کنواں

ہجرت کے بعد مدینے میں میٹھے پانی کا ایک ہی کنوں تھا جس کا مالک ایک یہودی تھا اس کنوئیں کا نام بئرِ رومہ تھا۔

اس کا یہودی مالک پیسے لے کر لوگوں کو پانی دیا کرتا۔

ہجرت کر کے آنے والے اکثر مسلمانوں کے پاس دولت کہاں تھی۔

وہ تو سب کچھ مکہ میں چھوڑ کر دولتِ ایمان کو سینے سے لگائے مدینے آ گئے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے جب مسلمانوں کی یہ پریشانی دیکھی تو فرمایا:

جو شخص اس کنوئیں کو خرید کر مسلمانوں کے لیے پانی عام کر دے گا اس کے لیے جنت ہے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس یہودی کے پاس گئے اور اس سے کنواں خریدنے کی خواہش ظاہر کی لیکن یہودی نے کنواں بیچنے سے انکار کر دیا۔

یہودی نے کہا کہ مجھے تو اس کنوئیں سے بہت منافع ملتا ہے میں یہ کنواں فروخت نہیں کروں گا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس یہودی سے کہا کہ میں تمہیں تمہاری منہ مانگی قیمت دینے کو تیار ہوں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہودی بہت چالاک تھا کہنے لگا: اگر آج میں نے اس کنویں کو تمہارے ہاتھ بیچ دیا تو پھر میں ہمیشہ کے لیے اس کے منافع سے محروم ہو جاؤں گا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس یہودی سے کہا کہ اچھا تو تم مجھے آدھا کنواں بیچ دو اس

یہودی نے کہا: بھلا کنواں بھی آدھا ہو سکتا ہے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کنواں آدھا نہیں ہو سکتا ہے لیکن وقت تو تقسیم ہو سکتا ہے نا!

یہودی نے کہا: وہ کیسے؟

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دن تم اس کنویں سے پانی نکالنا اس دن میرا کوئی اختیار نہیں ہو گا اور اگلے دن یہ کنواں میری ملکیت ہو گا۔

یہ بات یہودی کی سمجھ میں آگئی اور بارہ ہزار درہم کے عوض یہودی نے یہ کنواں آدھا فروخت کر دیا۔

اب جس دن وہ کنواں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں ہوتا تمام مسلمان خوب پانی بھرتے بلکہ غیر مسلموں کے لیے بھی منع نہیں تھا۔

اب جب سب لوگ مفت میں پانی لے لیتے تو دوسرے دن جب یہودی کی باری ہوتی تو کوئی بھی پانی خریدنے نہ آتا اب تو وہ یہودی بڑا پچھتایا پھر اس نے آٹھ ہزار درہم لے کر سارا کنواں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔

اب مدینے کے لوگ بغیر کسی ادائیگی کے اس سے پانی بھر سکتے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال

مسلمانوں کو مدینے میں آئے ہوئے ابھی دو سال ہی ہوئے تھے کہ بدر کا معرکہ پیش آگیا۔سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی بدر کے میدان میں شریک ہونا چاہتے تھے لیکن انہی دنوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا شدید بیمار تھیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم یہیں رہو تمہیں اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو لڑائی میں شریک ہوگا تم رقیہ کی تیمارداری کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے سیدنا اسامہ کو بھی مدینے میں چھوڑا تاکہ وہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹا سکیں۔

غزوہ بدر میں شاندار فتح کے بعد مسلمان جب میدانِ بدر سے لوٹے تو اسی دن سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا انتقال فرما گئیں۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے تو ایک عظیم صدمے سے کم نہیں تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اپنی شہزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال پر شدید دکھ تھا آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر تشریف لے گئے اور ان کے لیے دعا کی۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بہت غمگین کر دیا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دوسری شہزادی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کر دیا۔

اسی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے یعنی ''دو نور والا''۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اُحد کا میدان

بدر کے میدان میں عبرتناک شکست نے کفارِ مکہ کو غصے سے بے حال کر دیا تھا ان کا تو خیال تھا کہ وہ بدر کے میدان میں جائیں گے مسلمانوں سے جنگ لڑیں گے تو فتح ان کے قدم چومے گی اور وہ جب وہاں سے لوٹیں گے تو مسلمان قیدیوں کی شکل میں ان کے ساتھ ہوں گے۔ کفارِ مکہ کے ان خواب و خیال کی مسلمان مجاہدین کی جرأت و بہادری نے دھجیاں بکھیر دی تھی۔

کفارِ مکہ اپنے زخموں کو چاٹ بھی رہے تھے اور سہلا بھی رہے تھے اور ایک سال بعد اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لیے ایک مرتبہ پھر تیار ہو کر اُحد کے میدان میں پہنچ گئے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس غزوے میں بڑی جرأت و بہادری کے ساتھ لڑے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پہاڑ پر موجود تیر اندازوں نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔

پہاڑ پر موجود مجاہدین نے یہ خیال کیا کہ اب جنگ ختم ہو چکی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حکم صرف اس وقت تک کے لیے تھا جب تک جنگ جاری تھی اجتہادی غلطی کی وجہ سے مسلمان پہاڑ سے اتر گئے اور مال غنیمت سمیٹنے لگے۔

دوسری جانب بھاگتے ہوئے کافروں نے جب پہاڑ کو تیر اندازوں سے خالی دیکھا تو انہوں نے پلٹ کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا اس اچانک حملے نے انہیں سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بہت سے صحابہ شہید ہو گئے اس کے ساتھ ہی یہ خبر بھی پھیل گئی کہ نبی کریم ﷺ بھی شہید ہو گئے ہیں۔

اس خبر نے مسلمانوں کے اعصاب پر بجلی گرادی اس سے پہلے کہ لوگ حوصلہ ہار جاتے کچھ صحابہ کرام کی نظر نبی کریم ﷺ پر ٹھہر گئی سب آپ کی جانب دوڑتے ہوئے آئے ان میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

معاهده حديبيه

مہاجرین وانصار کیلئے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام کا تعمیر کردہ خانہ کعبہ ہمیشہ ہی سے اہمیت کا حامل رہا۔ اُن کی بڑی خواہش تھی کہ وہ بیت اللہ کی زیارت کریں اور اکثر وہ اپنے اس شوق کا اظہار بھی آپ ﷺ کے سامنے کرتے رہتے تھے اور آپ ﷺ صبر کی تلقین کے ساتھ فرماتے اور یقین دلاتے کہ بس وہ وقت قریب آنے والا ہے جب تم بیت اللہ کی زیارت کرو گے اور تمہیں کوئی خوف نہیں ہو گا۔

ایک روز حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور اُس خواب میں دیکھا کہ ہم سب امن وسلامتی کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں۔

صحابہ کرام جو عرصہ سے بیت اللہ شریف کی زیارت کیلئے مچل رہے تھے اُن کی خوشی کی کوئی حد نہیں رہی اور انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثناء کے نعرے بلند کئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نبی کا خواب عام آدمی کے خواب کی طرح نہیں ہوتا بلکہ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے سفر کی تیاری شروع کر دی اور آپ ﷺ مکہ کی جانب عمرہ کیلئے روانہ ہو گئے۔

قریش کو جب خبر ملی کہ حضور ﷺ مکہ تشریف لا رہے ہیں تو اُن کے اوسان خطا ہو گئے کہ کہیں محمد (ﷺ) اور اُن کے ساتھی مکہ پر قبضہ تو نہیں کرنا چاہتے لہٰذا اپنے اندیشوں کی بنیاد پر انہوں نے یہ طے کر لیا کہ ہم کسی بھی قیمت پر آپ ﷺ کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔

قریش نے تین سفیر بھی بھیجے آپ ﷺ نے ان کو بتایا کہ ہمارا مقصد جنگ نہیں ہے ہم احرام باندھے ہوئے ہیں قربانی کے جانور ہمارے ساتھ ہیں کیا اس حالت میں ہم تم سے جنگ کیلئے آتے؟

مکہ کے سفیر بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے واپس جا کر قریش کو یقین دلایا کہ مسلمانوں کا مقصد صرف عمرہ کی ادائیگی ہے وہ جنگ کے مقصد سے نہیں آئے ہیں۔

لیکن قریش کچھ بھی نہیں سننا چاہتے تھے اُن کی بس یہ خواہش تھی کہ یا تو مسلمان یہاں سے واپس چلے جائیں یا پھر کسی طرح اُن سے جنگ چھیڑ دی جائے۔

لیکن مسلمانوں کی امن پسندی اور صبر وضبط کی وجہ کسی قسم کی اشتعال انگیزی کو ہوا نہ مل سکی۔ قریش کی اشتعال انگیزی کی سازش ناکام ہو گئی۔

قریش مکہ کے سفیر مسلمانوں سے متاثر اور مطمئن ہو کر جاتے مگر قریش کو مطمئن نہیں کر پاتے یا پھر قریش مطمئن نہیں ہونا چاہتے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سفیر رسول ﷺ

قریش کے سفیر خود تو مطمئن ہو جاتے مگر اپنی قوم کو مطمئن نہیں کر پاتے تھے حالات ویسے کے ویسے ہی تھے لہٰذا اس صورتحال میں آپ ﷺ نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کے سرداروں کے پاس بھیجا تاکہ یہ اہلِ مکہ کی غلط فہمی کو دور کر سکیں اور مکہ میں موجود جو مسلمان کفار کے ظلم و ستم کو سہہ رہے ہیں اُن کو یہ خوشخبری بھی دے دیں کہ مکہ عنقریب فتح ہوگا اور یہ ظلم و ستم کی طویل رات ختم ہو جائے گی۔

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے حکم کی تعمیل کیلئے روانہ ہو گئے اور قریش کے سرداروں سے ملاقات کی اور انہیں بتایا کہ ہم صرف عمرہ کی ادائیگی کیلئے یہاں آئے ہیں اور چند دن قیام کے بعد یہاں سے واپس مدینے چلے جائیں گے ہمارا مقصد تم سے جنگ کرنا نہیں ہے نہ ہمارے پاس ہتھیار ہیں اور نہ ہی دیگر ساز و سامان جو جنگ کیلئے ضروری ہوتا ہے ہمارے پاس تو صرف قربانی کے اونٹ ہیں۔

لیکن قریش کے سردار اپنی ضد پر اڑے رہے اور کہنے لگے اس سال تو تم لوگ عمرہ نہیں کر سکتے لیکن اگلے سال کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے کیونکہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے ہم مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

طوافِ کعبہ کی پیش کش

مشرکینِ مکہ نے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مذاکرات کیلئے اپنے پاس روک لیا تاکہ بات چیت کا سلسلہ جاری رہ سکے اور سیّدنا عثمان غنی کو کہا کہ ہم کسی اور کو تو طواف کی اجازت نہیں دے سکتے لیکن اگر تم چاہو تو تم کو ہم طواف کی اجازت دیتے ہیں تم ہمارے مہمان بھی ہو لہٰذا تم کعبہ کا طواف کر سکتے ہو۔

مشرکینِ مکہ تو یہ سمجھ رہے تھے کہ سیّدنا عثمان اُن کی یہ پیش کش سن کر نہ صرف اُن کے احسان مند اور ممنون ہوں گے بلکہ فوراً ہی کعبہ کے طواف کیلئے بیت اللہ کی جانب روانہ ہو جائیں گے۔

لیکن وہ حیران رہ گئے جب سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں اُس وقت تک کعبہ کا طواف نہیں کروں گا جب تک میرے محبوب اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف نہیں کریں گے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بیعتِ رضوان

قریش کے سرداروں نے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ میں بات چیت کیلئے روک لیا تھا۔

ادھر یہ افواہ پھیل گئی کہ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کفارِ مکہ نے شہید کر دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جب تک ہم عثمان کے خون کا بدلہ نہ لے لیں یہاں سے نہیں جائیں گے۔ صحابہ کرام جوق در جوق آتے اور بیعت کرتے کہ خواہ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں ہم جان دے دیں گے بھاگیں گے نہیں سر کٹا تو دیں گے مگر سر جھکائیں گے نہیں۔

جب تمام صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس پر بیعت کر لی تو آپ نے اپنا سیدھا ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا:

اے اللہ! یہ ہاتھ عثمان کی طرف سے ہے کیونکہ وہ تیرے اور تیرے رسول کے حکم کی تعمیل کیلئے گیا ہوا ہے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کی طرف سے بیعت کی۔ اس بیعت کو "بیعت رضوان" کہا جاتا ہے۔ اس بیعت میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ کافروں کو اندازہ ہو جائے اور وہ مسلمانوں کی امن پسندی کو کمزوری گمان نہ کریں۔

اس بیعت کی خبر جب قریشِ مکہ کے سرداروں تک پہنچی تو وہ حیران و پریشان ہو گئے اور اُن کی ساری چالاکی اور مکاری رفو چکر ہو گئی اور وہ مذاکرات کیلئے سوچنے پر مجبور ہو گئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

غزوہ تبوک اور ایثار

غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے اسلامی لشکر کے لیے خوراک، ہتھیار اور دیگر ساز وسامان کے لیے مسلمانوں سے فرمایا کہ اس موقع پر مسلمان دل کھول کر چندہ دیں اور ایسا کرنے والوں کے لیے جنت ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا سارا ساز وسامان لے آئے سیدنا عمر فاروق اپنے گھر کا آدھا سامان لے آئے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تجارت کے لیے ملک شام ایک قافلہ روانہ کر رہے تھے جو تقریبا دو سو اونٹوں پر مشتمل تھا اور تقریباً تیس کلو چاندی تھی یہ سارا سامان سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔

لیکن پھر بھی قرار نہیں ملا تو سو اونٹ مزید اور ایک ہزار دینار اور پانچ کلو سونا نقد لے کر حاضر ہوئے۔

نبی کریم ﷺ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس عطیہ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور فرمایا:

آج کے بعد عثمان جو بھی کریں انہیں نقصان نہیں ہوگا۔

اس کے بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مزید نقد رقم اس میں جمع کرائی ان کے عطیات کی کل مقدار نقد رقم کے علاوہ نو سو اونٹ اور سو گھوڑوں تک پہنچتی ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مسجد نبوی کی تعمیر

جس وقت مسجد نبوی کی بنیاد رکھی گئی وہ اس وقت بہت چھوٹی تھی جب مسلمانوں کی تعداد بڑھنے لگی تو اللہ کے نبی ﷺ نے مسجدِ نبوی کی توسیع کا فیصلہ فرمایا۔

مسجدِ نبوی کی توسیع کے لیے مزید زمین خریدنی تھی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کوئی ہے جو اس زمین کو خرید کر مسجد میں شامل کر دے اور بدلے میں جنت لے لے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے ہوئے آگے بڑھ کر اس زمین کو دس ہزار درہم میں خرید لیا اور مسجد نبوی کے لیے پیش کر دیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عثمان سے راضی

نبی کریم ﷺ کے کاشانہ اقدس میں چار دن سے کچھ نہیں پکا تھا۔
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو فوراً ہی بہت سا آٹا، کھجوریں ایک بکرا اور تین سو درہم لے کر کاشانہ اقدس پر حاضر ہوئے۔
نبی کریم ﷺ اس وقت اپنے حجرہ میں موجود نہیں تھے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ تمام چیزیں سیدہ عائشہ صدیقہ کے حوالے کیں اور کچھ دیر کے بعد پکی ہوئی روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت بھی کاشانہ اقدس پہ پہنچا دیا۔
کچھ دیر کے بعد جب نبی کریم ﷺ گھر واپس تشریف لائے تو سیدہ عائشہ صدیقہ نے نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ یہ سارا سامان سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ دے گئے ہیں۔
نبی کریم ﷺ فوراً ہی مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور فرمایا:
اے اللہ!
میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی عثمان سے راضی ہو جا یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

غلہ کی مفت تقسیم

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک بار شدید قحط پڑا ایک سوداگر غلے سے بھرے ہوئے کئی سو اونٹ لے کر مدینے آیا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس سے سارا غلہ خرید لیا جب مدینے کے تاجروں کو خبر ہوئی کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سارا غلّہ اس سوداگر سے خرید لیا ہے تو وہ لوگ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ اناج ہمیں فروخت کردیں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں تو غلّہ اس کو فروخت کروں گا جو مجھے دس گنا منافع دے گا۔

مدینے کے تاجر بھلا کہاں دس گنا منافع دے سکتے تھے لہذا تمام تاجر مایوس ہو کر لوٹ گئے۔

تاجروں کے چلے جانے کے بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینے میں اعلان کروایا کہ جس شخص کو جتنے غلّے کی ضرورت ہو وہ آکر مفت لے جائے وہ لوگ جو غلہ خریدنے آئے تھے حیران رہ گئے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے۔

آپ نے تو ہمیں غلّہ فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ جو آپ کو دس گنا منافع دے گا آپ یہ غلّہ اس کو فروخت کریں گے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ایک کے بدلے دس عطا فرمائے گا۔

اس لیے میں نے یہ اناج اللہ تعالیٰ کے نام پر ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر درہم کے بدلے دس درہم عطا فرمائے گا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

منصبِ خلافت

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قاتلانہ حملے کے بعد خود چھ صحابہ کرام کے نام تجویز کیے کہ ان میں سے کسی ایک کو خلیفہ چن لیا جائے۔

تجویز کردہ چھ صحابہ کے اسماءِ گرامی مندرجہ ذیل ہیں

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ

، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سیدنا علی حیدر رضی اللہ عنہ

لہذا شہادت کے بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا گیا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور کی اصلاحات کو برقرار رکھا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں کئی نئے ملک اور علاقے فتح کیے، فوجی چھاؤنیاں قائم کیں فوج کو ایک الگ محکمہ کی حیثیت دی اور رعایا کی فلاح بہبود کے لیے بہت سے اقدامات کیے۔

- فوجی خدمت کے صلے میں وظیفہ میں اضافہ کیا۔
- فوج کا باقاعدہ الگ محکمہ قائم کیا۔
- نئی فوجی چھاؤنیاں قائم کیں ۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

- مدینے کی جانب آنے والے راستوں کو اچھے طریقے سے بنوایا تاکہ مسافروں کو تکلیف نہ ہو۔
- راستوں میں جگہ جگہ چوکیاں بنوائیں، مسافر خانے تعمیر کروائے، مساجد تعمیر کروائیں
- مدینے سے کچھ فاصلے پر بند تعمیر کروایا کیونکہ خیبر کی طرف سے کبھی کبھار سیلاب کا پانی مدینے میں آجاتا تھا اس بند کا نام مہزور ہے۔
- جگہ جگہ کنوئیں کھدوائے۔
- ندی نالوں اور دریاؤں پر پل تعمیر کروائے۔
- مقدمات کے لیے باقاعدہ قاضی مقرر کیے اور وہ قاضی اپنے دور کے بہترین عالم ہوتے تھے انہیں شاندار تنخواہیں ملتی تھیں ہر فیصلہ قرآن وحدیث کے مطابق کیا جاتا تھا اور قاضی کسی بھی حاکم یا بااختیار افراد کے دباؤ سے آزاد ہوتے تھے۔
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی خدمت یہ بھی تھی کہ آپ نے مسلمانوں کو ایک قرأت پر جمع کیا اور ایک ہی قرآن کریم اور اس کی نقول ساری دنیا میں تقسیم کیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ایران سے بغاوت

ایران کا بادشاہ کسریٰ جس کا نام یزد گرد تھا ابھی تک زندہ تھا یہ قادسیہ کے واقعہ کے بعد سے بھاگتا پھر رہا تھا۔

یہ جگہ جگہ رک کر لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بغاوت پر اکساتا تھا۔ مسلمانوں نے جرأت و بہادری سے کام لے کر اس کی بغاوت کو کچل دیا۔

یزد گرد کے ہاتھ سے تخت، ایوانِ سلطنت، بلکہ تمام مال و دولت چھن چکا تھا۔

یہ وہی یزد گرد تھا جس نے مسلمانوں کے ساتھ غرور تکبر سے بات کی تھی مسلمانوں کے بارے میں اس نے کہا تھا: میں تمہارے لیے رستم کو بھیج رہا ہوں۔

مسلمانوں کے حملے سے پسپا ہو کر یہ مدائن سے حلوان چلا گیا۔

جب مسلمانوں نے حلوان بھی فتح کر لیا تو یہ رے چلا گیا۔

جب رے بھی فتح ہو گیا تو یہ اصفہان چلا گیا۔

جب اصفہان بھی فتح ہو گیا تو یہ کرمان چلا گیا۔

یہ نادان بجائے اس کے کہ اسلام قبول کر لیتا اور اپنی دنیا کے ساتھ اپنی آخرت بھی سنوار لیتا ایک شہر سے دوسرے شہر ایک ملک سے دوسرے ملک بھاگتا رہا اور بلآخر خراسان جا پہنچا ساری دنیا کی زمین اس پر تنگ ہو چکی تھی یہ ظالم بادشاہ ایک چکی والے کے ہاتھوں قتل ہوا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بحری جہاد

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا والی مقرر کیا تھا۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ رومیوں سے ہمیں ہر وقت بحری حملے کا خطرہ رہتا ہے اور ہمارے پاس بحری طاقت موجود نہیں ہے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشورے پر بحری بیڑہ تیار کرنے کا حکم دیا اور جلد ہی بحری بیڑہ تیار بھی ہو گیا پھر مسلمانوں کی بحری طاقت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی اور مسلمانوں نے قبرص بھی فتح کر لیا۔

روم کے بادشاہ کنس ٹینس نے شام پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا اور اپنے پانچ سو جنگی بحری جہاز لے کر اسلامی سرحدوں پر حملہ آور ہوا۔

اسلامی لشکر اس سے غافل نہیں تھے مسلمانوں نے زبردست لڑائی کے بعد رومیوں کے بحری بیڑے کو تہس نہس کر دیا اس جنگ کو مستولوں والی جنگ بھی کہا جاتا ہے۔

رومیوں کی طاقت کا نشہ ٹوٹ چکا تھا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس عظیم الشان کارنامے نے مسلمانوں کو بحیرۂ روم کی زبردست بحری طاقت بنا دیا تھا۔

رومیوں کو اس قدر عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا کہ وہ طویل عرصے تک کسی بھی اسلامی ملک پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عبداللہ ابن سبا

اسلام بہت تیزی سے ترقی کر رہا تھا ہر طرف اسلام کے پرچم لہرا رہے تھے فتوحات کے جس سلسلے کا آغاز نبی کریم ﷺ کی حیات سے ہوا تھا وہ آج تک جاری تھا۔

اسلامی سلطنت کی بڑھتی ہوئی حدود اور خوش حالی نے اسلام دشمن قوتوں کے سینوں میں حسد کی آگ بھڑکا دی تھی۔

عبداللہ ابن سبا بھی انہی حاسدوں میں سے ایک تھا یہ یہودی اور بظاہر اس نے اسلام قبول کر لیا تھا لیکن یہ اندر سے یہودی اور بڑا منافق اور مکار شخص تھا۔

بظاہر روزے بھی رکھتا، نماز بھی پڑھتا اور خود کو لوگوں میں متقی اور پرہیزگار ظاہر کرنے کے لیے ہر وہ کام کرتا جس سے لوگ اسے نیک سمجھیں لوگوں میں اپنی ساکھ بنانے کے بعد اس نے امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف لوگوں میں باتیں بنانا شروع کر دیں اور آہستہ آہستہ اسلامی سلطنت میں بغاوت کی پرورش ہونے لگی۔

یہ لوگوں سے کہتا پھرتا تھا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتہ داروں کو اہم عہدوں پر فائز کر دیا ہے اور انہیں بیت المال سے بڑی بڑی رقمیں دیتے ہیں۔

الزامات کا ایک طویل مگر کمزور جال بن دیا گیا لیکن یہ جال اس مہارت سے بنا گیا کہ اس میں بعض نیک دل اور سچے مسلمان بھی شک میں پڑ گئے کہ کہیں واقعی ایسا ہی تو نہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بے چینی

بے چینی کی لہر آہستہ آہستہ مدینے تک بھی جا پہنچی۔

امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور عبداللہ ابن سبا اور اس کے ٹولے کو جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اے لوگو!

میں نے ان لوگوں کو عہدے دیئے جو ان کے لائق تھے۔

دوسرا الزام کہ میں اپنے رشتہ داروں کو بیت المال سے رقم دیتا ہوں بالکل غلط ہے وہ میرے رشتہ دار ہیں، عزیز و اقارب ہیں میں ان سے صلہ رُحمی کرتا ہوں اور یہ رقم میں بیت المال سے نہیں اپنی ذاتی جیب سے دیتا ہوں۔

مسلمانوں کا مال نہ میں اپنے لیے حلال سمجھتا ہوں اور نہ کسی دوسرے کے لیے۔

فسادیوں کے دیگر الزامات کا بھی آپ ؓ نے جواب دیا لیکن فسادیوں کو جواب تو نہیں چاہیے تھا۔

حسد کی آگ دن بدن بڑھتی جا رہی تھی سازشوں پر سازشیں ایک نئے حادثے کو جنم دینے جا رہی تھیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فساد کی چنگاری

فسادیوں کی بس ایک ہی ضد تھی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلافت سے معزول کیا جائے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جید صحابہ اور گورنروں سے مشورے کیے انہوں نے باغیوں کو سخت سزائیں دینے کا مطالبہ کیا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طبیعت بہت نرم تھی آپ نے یہ گوارا نہ کیا کہ ان کے لیے کسی کا خون بہے اب فسادی بزور تلوار مدینے میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو منصبِ خلافت سے اتارنے کی تیاری کر رہے تھے۔

شہر سے تین میل دوری پر فسادیوں نے ڈیرے ڈال دیئے تھے، ان فسادیوں کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ یہ فسادی چاہتے تھے کہ کسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ ملا لیں لیکن یہ ان لوگوں کی بھول تھی۔

یہ جید صحابہ کرام سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف بھلا کیسے کھڑے ہو سکتے تھے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبے سے وہ بخوبی آگاہ تھے۔

سیدنا علی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان باغیوں کے پاس گئے ان کے الزامات کے جوابات دیئے اور انہیں واپس مدینے سے اپنے علاقوں میں جانے کا کہا:

انہیں یقین دلایا کہ تمہارے جو بھی جائز مطالبات ہوں گے امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس کو ضرور ادا کریں گے۔ تمام باغی واپس جانے کو تیار ہو گئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مشکوک خط

ابھی اس واقعے کو چند دن بھی نہیں گزرے تھے کہ یہ فسادی فساد برپا کرنے دوبارہ آگئے۔ مدینے کی گلیوں میں یہ فسادی انتقام انتقام کے نعرے لگا رہے تھے۔

اہل مدینہ کی پریشانی ان کے چہروں سے چھلک رہی تھی کہ آخر یہ فسادی دوبارہ کیوں لوٹ آئے ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور ان سے فرمایا کہ جب تم سے بات چیت ہوگئی تھی تم چلے بھی گئے تھے تو واپس کیوں آگئے؟

انہوں نے کہا: ہم مدینے سے مصر کی جانب جا رہے تھے کہ ہم نے راستے میں ایک شخص کو دیکھا جو چال ڈھال سے ہمیں مشکوک معلوم ہوتا تھا ہم نے اس شخص کی تلاشی لی تو ہمیں اس کے پاس سے ایک خط ملا۔

یہ خط مصر کے گورنر کے نام لکھا ہوا تھا کہ یہ باغی جیسے ہی مصر میں داخل ہوں ان کی گردنیں اڑا دی جائیں اس خط پر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مہر بھی لگی ہوئی ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ ہمارے ساتھ دھوکہ کیا جا رہا ہے لہذا ہم اب انتقام لینے آئے ہیں اور انتقام لیے بغیر نہیں جائیں گے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ساری صورتِ حال سے امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے آگاہ کیا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ شدید حیران ہوئے اور قسم کھا کر کہا:

میں نے یہ خط لکھا اور نہ کسی سے لکھوایا ہے۔

باغیوں سے کہا گیا کہ ایسا نہیں ہے ممکن ہے یہ خط کسی اور نے لکھا ہو۔

لیکن باغیوں نے ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ذمہ دار خلیفہ ہی ہیں لہذا خلافت سے علیحدہ کیا جائے۔

مصر کے باغیوں سے ابھی بات چیت ہو ہی رہی تھی کہ بصرہ اور کوفے کے باغیوں نے بھی ہلّہ بول دیا

ان سے پوچھا گیا کہ تم لوگوں کے راستے تو مصریوں سے الگ اور جدا تھے تم واپس کیوں آئے ہو؟

وہ اس سوال پر سٹپٹا گئے اور ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

اب یہ سب فسادی ایک ہو چکے تھے اور ان سب کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلافت سے الگ ہو جائیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

باغیوں کو جواب

امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے باغیوں سے کہا: جب تک میرے جسم میں جان ہے میں خلافت سے الگ نہیں ہوں گا تمہاری ہر جائز شکایت دور کرنے کو میں تیار ہوں لیکن تمہارے کہنے سے خلافت کی قمیص نہیں اتاروں گا۔

کیونکہ یہ قمیص مجھے اللہ تعالیٰ نے پہنائی ہے۔

اور میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا پھر اسے اتارنے کے لیے لوگ آئیں گے لیکن تم اس کو مت اتارنا۔

اے لوگو!

نہ تو میں تلوار کے زور پر خلیفہ بنا ہوں اور نہ تلوار کے زور پر مجھے خلافت سے جدا کیا جا سکتا ہے۔

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر آخری سانس تک عمل کروں گا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کاشانہ خلافت کا محاصرہ

فسادیوں کا مقصد تو امن تھا ہی نہیں انہوں نے آپ کے گھر کا محاصر کر لیا اور ظلم کی انتہا یہ کی کہ آپ کے گھر میں پانی تک بند کر دیا۔

مدینے کے بزرگ مسلسل دس دن تک باغیوں کو سمجھاتے رہے لیکن باغیوں نے نہ مانا

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی باغیوں کو سمجھانے کی کوشش کی اور فرمایا:

یاد کرو! مسجد نبوی کی توسیع کے لیے جگہ خریدنے والے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی۔

اے لوگو! یہ جگہ میں نے خریدی تھی آج میں اس مسجد میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔

اے لوگو! یاد کرو، ہجرت سے پہلے مدینے میں ایک ہی میٹھے پانی کا کنواں تھا اس کنوئیں کو مسلمانوں کے لیے خریدنے والے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی تھی۔

کیا تم اس بات سے آگاہ نہیں ہو کہ یہ کنواں میں نے ہی خرید کر مسلمانوں کے حوالے کیا تھا۔ آج تم نے اس کا پانی مجھ پر ہی بند کر دیا ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میرا کیا تعلق تھا کیا تم نہیں جانتے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اس تقریر پر ہر دردمند مسلمان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے لیکن ان باغیوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

باغیوں سے مقابلہ کی اجازت

صحابہ کرام نے ان باغیوں سے مقابلہ کی اجازت مانگی مگر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خون خرابے کے حق میں نہیں تھے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشن گوئی اچھی طرح یاد تھی۔

آپ نے صحابہ کرم کو منع کردیا کہ کوئی شخص میرے لیے اپنا خون نہ بہائے۔

باغی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا چاہتے تھے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی باغیوں کے خطرناک ارادوں کا اندازہ ہو چکا تھا۔

آپ مکان کی چھت پر تشریف لے گئے اور باغیوں سے کہا:

تم مجھے کس جرم میں قتل کرنا چاہتے ہو؟

اسلام میں کسی کو قتل کرنے کی تین صورتیں ہیں

- وہ مرتد ہو جائے
- شادی کے بعد زنا کرے
- یا پھر جان بوجھ کر دوسرے مسلمان کو قتل کرے

اللہ کی قسم!

میں ان تینوں جرم میں سے کوئی جرم نہیں کیا پھر تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟

لیکن یہ تو فساد پر آمادہ باغی تھے انہیں کوئی نصیحت بھی اس ناقابل تلافی جرم سے باز نہ رکھ سکی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت

باغیوں نے آپ کے گھر کا سخت محاصرہ کر رکھا تھا آپ کے گھر کے بڑے دروازے پر امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جیسے بہادر نوجوان پہرا دے رہے تھے۔

باغیوں نے آپ کے گھر پر حملہ کیا لیکن ان نوجوانوں کے ہوتے یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اندر داخل ہو جاتے ان نوجوانوں نے ڈٹ کر ان باغیوں کا مقابلہ کیا لیکن ان کو اندر داخل نہیں ہونے دیا۔

جب یہ نوجوان صحابہ ادھر باغیوں سے لڑ رہے تھے تو چار باغی چپکے سے ساتھ کے ایک مکان کے ذریعے دیوار پھلانگ کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان میں داخل ہو گئے۔

اس دن آپ کا روزہ تھا اور آپ اس وقت قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے ان منافقوں نے اس بات کی ذرا پرواہ نہ کی آپ پر ایک تلوار سے اور نیزے سے حملہ کر دیا آپ کی بیوی آپ کو بچانے آئیں تو ان ظالموں نے ان پر بھی وار کیا اور تلوار سے ان کی بھی انگلیاں بھی کٹ گئیں۔

ان ظالموں نے امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری کو روزے کی حالت میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے شہید کر دیا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سُن کر لوگ سکتے میں آ گئے مسلمان شدید صدمے کی کیفیت میں تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آغوشِ نبوت میں

آج مکہ کے ممتاز سردار حضرت ابو طالب بہت خوش تھے اور کیوں نہ ہوتے آج اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک اور بیٹے سے نوازا تھا۔

بیٹی یا بیٹے کی ولادت کی خوشی ہر باپ کی طرح ہر ماں کو بھی ہوتی ہے آپ کی والدہ فاطمہ بنتِ اسد بھی آج بہت خوش تھیں انہوں نے آپ کا نام حیدر رکھا۔

نبی کریم ﷺ کو جب اپنے چچا کے بیٹے کی پیدائش کی خبر ملی تو آپ حضرت ابو طالب کے گھر تشریف لے گئے اپنا لعاب دہن اس نومولود بچے کے منہ میں ڈالا اور اس نومولود بچے کا نام علی رکھا۔

حضرت ابو طالب کے بیٹے علی حیدر اب پانچ سال کے ہو چکے تھے۔

ملک میں قحط پڑ گیا تھا حضرت ابو طالب کی مالی حالت روز بروز کمزور ہوتی جا رہی تھی فاقے کی وجہ سے لوگ بھوکے مر رہے تھے۔

حضرت ابو طالب ایک بڑے کنبے کے سربراہ تھے اہل خانہ کی کفالت کی ذمہ داری حضرت ابو طالب ہی کی تھی۔

اللہ کے نبی ﷺ سے حضرت ابو طالب کے گھر کے حالات پوشیدہ نہیں تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نبی کریم ﷺ اپنے چچا حضرت عباس کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ ہمیں حضرت ابو طالب کا بوجھ بانٹ لینا چاہیے ان کا ایک بیٹا میں لے لیتا ہوں جس کی تمام کفالت میرے ذمہ ہو گی اور ایک بیٹا آپ لے لیجیے جس کی تمام کفالت آپ اپنے ذمہ لے لیجیے اس طرح ان کا بوجھ بھی ہلکا ہو جائے گا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس تجویز پر اپنی رضامندی ظاہر کر دی نبی کریم ﷺ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت ابو طالب کے گھر تشریف لے گئے اور اپنے آنے کے مقصد سے حضرت ابو طالب کو آگاہ کیا۔

حضرت ابو طالب کے چار بیٹے تھے سب ایک دوسرے سے دس دس سال چھوٹے تھے طالب، عقیل، جعفر اور علی۔

حضرت ابو طالب نے کہا کہ طالب اور عقیل کو آپ میرے پاس چھوڑ دیں باقی دونوں بچوں کے بارے میں جو آپ کی مرضی ہو وہ کریں۔

حضرت عباس نے اپنے بھائی کے بیٹے جعفر کی ذمہ داری لے لی اور نبی کریم ﷺ اپنے چچا کے بیٹے علی جو سب سے کمسن تھے لے کر گھر تشریف لے آئے۔

یوں علی حیدر اعلانِ نبوت سے پہلے ہی آغوشِ نبوت میں آ گئے نبی کریم ﷺ اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ نے آپ کی پرورش و تربیت کی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تربیتِ نبوت میں

اعلانِ نبوت کے وقت علی حیدر کی عمر دس برس ہو چکی تھی۔

ایک دن حضرت علی نے نبی کریم ﷺ اور سیدہ خدیجہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

یہ اللہ کا دین ہے جسے اس نے اپنے لیے پسند کیا ہے اور اس کی تبلیغ کے لیے اپنے رسول بھیجے پس میں تمہیں اس کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لاؤ اور اس کی عبادت کرو اور لات و عزیٰ کے ساتھ کفر کرو۔

حضرت علی نے کہا یہ عجیب بات ہے اس کے بارے میں آج تک سنا نہیں جب تک اپنے والد سے مشورہ نہ کرلوں میرے لیے کوئی فیصلہ کرنا ممکن نہیں ہے۔

رات جب سوئے اور اگلے دن جاگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو نورِ ایمان سے بھر دیا صبح صبح ہی نبی کریم ﷺ کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کر لیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اب تک اپنے ایمان لانے کو اپنے والد حضرت ابو طالب سے پوشیدہ رکھا ہوا تھا۔

آخر یہ راز فاش ہو ہی گیا ابو طالب نے ایک دن حضرت علی کو امام الانبیاء کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھ ہی لیا۔

ابو طالب نے پوچھا: اے بیٹے! یہ کیسا دین ہے جو تم نے اختیار کیا ہے؟

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے میرے بابا جان!

میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آیا ہوں اور جو وہ دین لے کر آئے ہیں میں اس دین کی تصدیق کرتا ہوں اور آپ کے ساتھ میں نے اللہ کے لیے نماز پڑھی ہے اور آپ کی پیروی کی ہے۔

حضرت ابو طالب نے یہ سن کر کہا:

اے علی! انہوں نے تمہیں خیر کی طرف بلایا ہے ان کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہنا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ جس آنگن میں بڑے ہوئے تھے وہاں صرف خیر ہی خیر اور بھلائی ہی بھلائی تھی۔

ان کی تربیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدیجۃ الکبریٰ جیسی مثالی خاتون نے کی تھی اس تربیت نے انہیں علم کا سمندر بنا دیا تھا۔

بسترِ نبوت پہ

کفارِ مکہ کی آتش ظلم وستم روز بروز تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔

ستم کے ہر طریقے کو وہ آزما چکے تھے مگر اسلام کی بڑھتی ہوئی کرنوں کو نہ روک سکے اور اب ان ظالموں نے آسمانِ ہدایت کے آفتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا منصوبہ بنا لیا تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دوسری جانب اللہ کے نبی ﷺ کو مکے سے مدینے کی جانب ہجرت کا اذن مل چکا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اے علی! تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور صبح لوگوں کی امانتوں کو ان کے سپرد کر کے مدینے آ جانا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل کی اور نبی کریم ﷺ کے بستر پر چادر اوڑھ کر لیٹ گئے۔

نبی کریم ﷺ کے کاشانہ اقدس کو کافروں نے چاروں جانب سے گھیرا ہوا تھا آپ ﷺ سورہ یسین کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے تھے وہ آپ کو نہ دیکھ سکے۔

جب صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ بستر نبوت پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آرام فرما ہیں۔

کافروں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا اور انہیں آنکھیں دکھا کر پوچھنے لگے کہ بتاؤ تمہارے آقا کہاں ہیں؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم سپرد کر گئے تھے؟

اس جواب پر تو ان کافروں کے تن بدن میں آگ لگ گئی ان کی ڈانٹ ڈپٹ، دھونس دھمکی سارے حربے ان سے کچھ نہ اگلوا سکے تو انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔

ان کی قید سے نکل کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی امانتیں ان کے سپرد کیں اور پھر مدینے کی جانب ہجرت فرما گئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دخترِ نبوت ﷺ سے نکاح

مدینے کی جانب ہجرت کو ابھی ایک سال سے زیادہ گزر چکا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ کی شادی سیدنا علی سے کر دی اور چند ماہ کے بعد رخصتی بھی فرما دی۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی لختِ جگر کو جہیز میں ایک بستر، چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، پانی کا مشکیزہ، مٹی کے دو گھڑے، مٹی کا پیالہ، دو چادریں اور آٹا پیسنے کی ایک چکی دی۔

سیدہ فاطمہ نبی کریم ﷺ کے گھر سے رخصت ہو کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر آ گئیں۔

سیدہ فاطمہ کی رخصتی کے بعد نبی کریم ﷺ حضرت علی کے گھر تشریف لے گئے آپ ﷺ نے ایک برتن میں پانی طلب کیا اپنے دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر ان پر چھڑکا اور فرمایا:

اے فاطمہ! میں نے تمہارا نکاح اپنے خاندان کے بہترین آدمی سے کیا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ میں بہت محبت تھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ کا بہت خیال رکھتے تھے اور سیدہ فاطمہ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بہت احترام اور عزت کرتی تھیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شجاعت کا جوہر

کفار کا لشکر مسلمان مجاہدین سے لڑنے کے لیے بدر کے میدان میں جمع ہو چکا تھا لڑائی سے پہلے عتبہ بن ربیعہ غصے سے اُٹھا ساتھ میں اُس نے اپنے سیدھے ہاتھ پر اپنے بھائی شیبہ کو کھڑا کیا اور اُلٹے ہاتھ پر اپنے بیٹے ولید کو کھڑا کیا اور مسلمانوں کی صفوں کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: کون ہے جو ہمارا مقابلہ کرے؟

تین انصاری نوجوان شیروں کی طرح دھاڑتے ہوئے ان کے مقابلے کیلئے نکل آئے۔

عتبہ نے اُن سے پوچھا: تم کون ہو؟

انہوں نے جواب دیا: ہمارا تعلق قبیلہ انصار سے ہے۔

کہنے لگے تم شریف مد مقابل ہو۔ لیکن ہم اپنے چچازادوں سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔

ان میں سے ایک شخص نے بلند آواز سے کہا: یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم سے مقابلے کیلئے ہمارے چچازادوں کو بھیجو۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے چیلنج کو قبول کیا اور فرمایا:

اے ابو عبیدہ تم اُٹھو۔۔۔ اے حمزہ تم اُٹھو۔۔۔ اے علی تم اُٹھو۔۔۔

اللہ کے یہ تینوں شیر جب کفر کی لومڑیوں کے سامنے آگئے تو مقابلہ شروع ہو گیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت ابو عبیدہ نے عتبہ کو مقابلہ لئے پکارا حضرت حمزہ نے شیبہ کو اور حضرت علی نے ولید کو۔

حضرت حمزہ نے ایک ہی وار میں شیبہ کو واصلِ جہنم کیا حضرت علی نے ولید پر اپنی تلوار سے ایسا کاری وار کیا کہ وہ سنبھل ہی نہیں سکا۔

البتہ حضرت ابو عبیدہ اور عتبہ آپس میں گتھم گتھا ہو گئے ایک دوسرے پر تلواروں سے حملے کرتے رہے عتبہ نے اپنی تلوار سے حضرت ابو عبیدہ کو زخمی کر دیا عتبہ کی تلوار ان کی ٹانگ پر پڑی اور ٹانگ کٹ کر الگ ہو گئی۔

حضرت حمزہ اور حضرت علی دوڑ کر ابو عبیدہ کی مدد کو آئے اور عتبہ کا سر کاٹ کر تن سے جدا کر دیا۔

عام لڑائی کا آغاز ہوا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے شجاعت کے خوب جوہر دکھائے۔

کافروں کی صفوں کی صفیں الٹ دیں جو کافر بھی آپ کی تلوار کی زد میں آیا آنِ واحد میں گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا گیا۔

ابو جہل سمیت قریش کے بڑے بڑے سردار اس جنگ میں مارے گئے حق و باطل کے ہر معرکے میں آپ نے شجاعت کے شاندار جوہر دکھائے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پھلوان کی موت

غزوۂ خندق کے موقع پر سلمان فارسی کے مشورے پر خندقیں کھودی گئیں تو اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی حصہ لیا خندقیں کھود کر مکمل کی جاچکی تھیں۔

دوسری جانب کفار کا لشکر بھی پہنچ گیا انہوں نے اپنی راہ میں جب اتنی بڑی خندق دیکھی تو وہ حیران رہ گئے۔

ایک روز عرب کے مشہور پہلوان اور جنگجو عمر بن عبدِ ودّ نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ خندق کے گرد چکر لگائے۔

ایک جگہ اس نے دیکھا کہ خندق کی چوڑائی کچھ کم ہے اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اگلے ہی لمحے وہ خندق کے اس پار مسلمانوں کے پاس پہنچ چکا تھا۔

عمرو بن عبدِ ودّ عرب میں بہت بہادر سمجھا جاتا تھا اس کے بارے میں عام طور پر یہ مشہور تھا کہ وہ ایک ہزار سواروں کے برابر ہے

اس نے خندق پار کرنے کے بعد مسلمانوں کو للکارتے ہوئے کہا

ہے کوئی میرے ساتھ مقابلہ کرنے والا؟

اس کافر پہلوان کے جواب میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو بلند کیا اور اس کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں نے سنا ہے کہ اگر کوئی قریشی تجھ سے دو چیزوں کا مطالبہ کرے تو توان میں سے ایک مطالبہ ضرور پورا کرتا ہے۔

اس نے غرور کے ساتھ کہا: ہاں!

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی تیرے سامنے دو چیزوں کا مطالبہ کرتا ہوں۔

پہلی بات یہ کہ تو اسلام قبول کر لے۔

اس پہلوان نے اسلام قبول کرنے سے نکار کر دیا اور کہا: اپنا دوسرا مطالبہ پیش کرو

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دوسری بات یہ کہ پھر آ اور مجھ سے مقابلہ کر لے۔

عمرو بن عبدِ ودّ یہ سن کر ہنس پڑا اس کی ہنسی میں طنز کے ساتھ ساتھ حیرت بھی تھی کہنے لگا۔

مجھ سے عرب میں آج تک کسی کی آنکھ ملانے کی ہمت نہیں ہوئی لڑنے کی جرأت کون کر سکتا ہے۔

اتنا کہہ کر وہ گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور بولا: تم کون ہو؟

آپ نے فرمایا:

میرا نام علی ابن ابی طالب ہے۔

عمرو بن عبدودّ نے نام سننے کے بعد کہا: تمہارے والد میرے دوست تھے میں نہیں چاہتا کہ تم میرے ہاتھوں قتل ہو۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اس سے کہا:

لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ میری تلوار تیرا سر تن سے جدا کر دے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اب کیا تھا عمرو بن عبدِ ودّ تو غصہ سے بے قابو ہو گیا۔

اس نے پوری طاقت کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا آپ بھی اس کے حملے کے لیے تیار تھے آپ نے اس کے حملے کو اپنی ڈھال پر روکا۔

وار بہت شدید تھا تلوار نے ڈھال کو کاٹ دیا تھا۔

دونوں اپنی شجاعت کے جوہر دکھا رہے تھے ایک کے بعد ایک حملہ دونوں گرد و غبار میں چھپ گئے۔ صرف تلواروں کی جھنکاریں سنائی دے رہی تھیں دکھائی کچھ نہیں دیتا تھا۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کامیابی کے لیے دعا گو تھے بس اگلے ہی لمحے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تلوار نے اس دشمنِ خدا کو دو حصوں میں چیر کر رکھ دیا۔

تھوڑی دیر کے لیے سناٹا چھا گیا۔ یہ تھوڑی دیر کے لمحے مسلمانوں کے لیے قیامت کے لمحے تھے جب غبار چھٹا تو لوگوں نے دیکھا کہ اللہ کا شیر علی المرتضیٰ اس کافر کے سینے پر بیٹھا اس کا سر تن سے جدا کر رہا تھا۔

مسلمانوں نے جوشِ مسرت سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔

جو سوار عمرو بن عبدِ ودّ کے ساتھ خندق عبور کر کے آئے تھے اس قدر مرعوب ہوئے کہ فوراً ہی بھاگ گئے۔

پھر کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ خندق عبور کرے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فاتح خیبر

مدینے میں یہودی آئے روز فتنہ فساد برپا کرتے رہتے تھے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف سازشیں کرنا یہودیوں کا محبوب مشغلہ تھا ان کی ان شرارتوں کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے انہیں مدینے سے نکال دیا تھا۔

یہ یہودی مدینے سے نکل کر خیبر میں جا کر آباد ہو گئے تھے خیبر میں پہلے بھی یہودی آباد تھے، اب تو وہاں ایک بڑی تعداد جمع ہو چکی تھی جب یہ زیادہ تعداد میں ہو گئے تو اب انہوں نے مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ اپنے نوجوانوں کی فوج تشکیل دی اور مدینے پر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگے۔

اللہ کے نبی ﷺ ان کی تمام تیاریوں سے بخوبی آگاہ تھے۔

اب اس بات کی ضرورت تھی کہ ان اسلام دشمنوں کی سرکوبی کی جائے اس سے پہلے کہ یہ مدینے پر حملہ آور ہوں۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ سولہ سو (۱۶۰۰) مجاہدین کے ہمراہ خیبر کی جانب روانہ ہوئے۔

سب قلعے ایک ایک کر کے فتح ہوتے چلے گئے لیکن قلعہ ناعم فتح نہ ہو سکا۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کل میں یہ جھنڈا اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس قلعے پر فتح عطا کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والا ہو گا اور قوتِ بازو سے اس قلعے پر قابض ہو جائے گا۔

ساری رات مجاہدین کی اس آرزو میں گزر گئی کہ یہ سعادت اسی کو نصیب ہو۔

صبح تمام مجاہدین بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے وہ سب کے سب شوقِ شہادت سے سرشار تھے یہ جاننے کے لیے بے قرار تھے کہ یہ علَم کس کو ملتا ہے۔

کون خوش نصیب ہے جس کے ہاتھوں قلعہ ناعم فتح ہو گا؟

نبی کریم ﷺ نے جمعہ کی نماز ادا فرمائی اور جھنڈا طلب کیا اور دریافت کیا:

علی کہاں ہیں؟

عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کی آنکھوں میں اپنا لُعابِ دہن ڈالا تو وہ آنکھیں اسی وقت ٹھیک ہو گئیں بلکہ پھر ساری زندگی آنکھوں کی تکلیف ہی نہ رہی۔

آپ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں ان سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم آہستہ آہستہ ان کے میدان میں جاؤ اور وہاں پہنچ کر انہیں اسلام کی دعوت دو

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے رخصت ہو کر قلعہ کے سامنے تشریف لے گئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ایک یہودی نے قلعے سے جھانکا اور آپ کو دیکھ کر پوچھا آپ کون ہیں؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں علی ہوں

یہودی کے منہ سے بے ساختہ نکلا! خدا کی قسم! جس نے موسیٰ پر تورات نازل کی آپ یہودیوں پر غالب آجائیں گے۔

سب سے پہلے یہودیوں نے مقابلے کے لیے مشہور پہلوان مرحب کے بھائی حارث کو بھیجا۔

مرحب کے بھائی حارث نے میدان میں آکر مسلمانوں کو للکارا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے آگے آئے اور پلک جھپکتے میں ہی اس کا کام تمام کر دیا۔

اپنے بھائی کے اس قتل کے بعد مرحب خود میدان میں آیا مرحب کا شمار یہودیوں کے نامی گرامی پہلوانوں میں ہوتا تھا۔

مرحب ہوا میں تلوار کو لہراتا ہوا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا اور طنز کرتے ہوئے کہنے لگا: کیا مسلمانوں کی فوج میں تم سے بہتر کوئی آدمی نہیں ہے پھر تکبر کے ساتھ اپنی بہادری کے متعلق شعر کہنے لگا جس کا ترجمہ ہے:

خیبر کے در و دیوار جانتے ہیں میں مرحب ہتھیاروں سے مسلح ہوں، بہادر ہوں اور تجربہ کار ہوں جب شیر مجھ پر حملہ کرتے ہیں تو میں جوش سے بھڑک اٹھتا ہوں۔

اس کے غرور کو خاک میں ملاتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھتے ہوئے سامنے آئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں ہوں وہ جس کا نام اس کی ماں نے حیدر رکھا جنگل کے شیروں کی طرح میں بڑا خوفناک ہوں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو ہوا میں بلند کیا اور اگلے ہی لمحے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تلوار اس کی کھوپڑی کو چیرتی ہوئی دانتوں تک اتر گئی آپ نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

اور اس کے بعد آپ اپنی فوج لے کر آگے بڑھے اور قلعہ کا بھاری بھر کم دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو گئے۔

خیبر فتح ہو چکا تھا یہودیوں کو اس معرکے میں عبرت ناک شکست ہوئی۔

بت شکن

ایمان، ہمت، حوصلے اور قربانیوں نے مسلمانوں کو آج کامیابی و کامرانی کے اس مقام پر لا کھڑا کیا تھا جہاں سے وہ کچھ سال قبل کافروں کے ظلم و ستم کی وجہ سے ہجرت پر مجبور ہو گئے تھے۔

مکہ فتح ہو چکا تھا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خون کے پیاسوں کو بھی معاف فرما دیا تھا۔

لوگ جوق در جوق اسلام قبول کر رہے تھے اور لا الہ الا اللہ کی صدائیں مکہ کی وادیوں میں گونج رہی تھیں۔ بیت اللہ میں رکھے ہوئے بت گر چکے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی بتوں کو توڑ رہے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تانبے کا ایک بہت بڑا بت وہاں اونچائی پر نصب تھا لوہے کی ایک سلاخ کے ساتھ زمین پر گڑا ہوا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے چڑھنے کا حکم دیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے کندھے پر چڑھ کر اونچائی پر موجود تمام بتوں کو توڑا۔

اور انہیں کعبے سے نکال کر باہر کر دیا۔

اور بیت اللہ کو بتوں کی غلاظت سے پاک کر دیا۔

مثلِ ھارون

مکہ فتح ہو چکا تھا لوگ جوق در جوق اسلام قبول کر رہے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ طویل سفر کے بعد اب مشکلات ختم ہو چکی ہیں۔

مگر حق و باطل کا معرکہ تو روزِ ازل سے ہی جاری ہے ابلیس نے سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی نہ کر کے جس جنگ کا اعلان کیا تھا اس جنگ نے تو تا قیامت جاری رہنا تھا اب ابلیس کے پیروکار رومی لشکر مسلمانوں کو کچلنے کے لیے پر تول رہے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

روم عالمی طاقت اسلام کو مٹانے کے لیے مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی تیاری کررہا تھا، اللہ کے نبی ﷺ نے فیصلہ کیا کہ باطل کا منہ آگے بڑھ کر موڑ دیا جائے۔

مدینے میں منافقین کی بڑی تعداد موجود تھی وہ کوئی بھی فتنہ برپا کر سکتے تھے۔ اہلِ بیت کرام، ازواج مطہرات اور بزرگ مسلمانوں کے لیے منافقین کسی بھی پریشانی کا سبب بن سکتے تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ان میں شرارت کرنے کی ہمت نہ ہوتی چنانچہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مدینے میں اپنا قائم مقام بنا کر روانہ ہوگئے۔

جب مسلمانوں کا لشکر مدینے سے روانہ ہو گیا تو منافقین نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو طعنہ دینا شروع کردیے۔

کوئی کہتا کہ علی لشکرِ اسلام پر بوجھ تھے اس لیے حضور انہیں ساتھ لے کر نہیں گئے۔

کوئی بکواس کرتا کہ علی بزدل تھے اس لیے پیچھے چھوڑ گئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ جیسے بہادر اور شیر دل سپاہی اپنے بارے میں یہ جملے کیوں کر برداشت کر سکتے تھے۔

نہ چاہتے ہوئے بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہتھیار سجا کر لشکر کے پاس جا پہنچے نبی کریم ﷺ کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میرے بارے میں لوگ اس طرح کی باتیں بنارہے ہیں۔

میں آج تک اللہ اور اس کے رسول کے خلاف ہونے والی ہر لڑائی میں اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے مقابلہ کیا ہے۔ اس لیے یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس جہاد میں بھی شریک ہو کر اپنی شجاعت کے جوہر دکھاؤں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نبی کریم ﷺ نے ان کے جذبات اور احساسات کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا:
منافق جھوٹ بولتے ہیں میں نے تمہیں اس لیے وہاں چھوڑا کہ تم خاندانِ نبوت کی حفاظت کرو اور جو کمزور ضعیف مسلمان پیچھے رہ گئے ہیں ان کی خبر گیری کرو

پھر فرمایا:
علی ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے اسی طرح ہو جاؤ جس طرح ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔
نبی کریم ﷺ کے اس فرمانِ عالی شان کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے سیدنا ہارون علیہ السلام کو کوہِ طور جاتے ہوئے اپنا نائب بنایا تھا اسی طرح تم کو بھی میں نے اپنا قائم مقام بنایا فرق یہ کہ سیدنا ہارون علیہ السلام نبی تھے اور تم نبی نہیں ہو اس لیے کہ میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔
نبی کریم ﷺ کی اس بات نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سینے کو خوشی و مسرت سے بھر دیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ خوشی خوشی واپس مدینے لوٹ گئے اور اپنی ذمہ داری نبھانے لگے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللہ کے لیے قتل

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بہادری اور شجاعت میں کوئی آپ کا ثانی نہیں تھا ایک جنگ میں ایک کافر آپ سے مقابلہ کے لیے آپ کے سامنے آیا۔

آپ نے اسے پچھاڑ دیا

اس نے کہا کہ آپ نے مجھے دھوکے سے پچھاڑا ہے۔

آپ نے اسے دوبارہ موقع دے دیا۔

اور دوبارہ اس کو پچھاڑ دیا۔

اس نے پھر یہی کہا کہ آپ نے تو مجھے سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

آپ نے پھر اسے موقع دیا اور پھر اسے پچھاڑ دیا

اور اب اسے یقین ہو گیا کہ وہ قتل کر دیا جائے گا تو اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چہرے پر تھوک دیا آپ فوراً ہی اس کے سینے سے اتر گئے اور اس کو چھوڑ دیا۔

کسی نے پوچھا کہ آپ نے اسے کیوں چھوڑ دیا؟

آپ نے فرمایا: میں تو اس سے اللہ کے لیے لڑ رہا تھا اللہ ہی کے لیے اس کو قتل کرتا لیکن اس کی اس حرکت نے مجھے غصہ دلا دیا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا کہ اب اس کے قتل میں میرا غصہ بھی شامل ہو جاتا اور میں کسی کو اپنی ذات کے لیے قتل کرنا نہیں چاہتا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شاندار فیصلہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے دو آدمی کھانا کھانے کے لیے ایک جگہ بیٹھے ان میں سے ایک کے پاس تین روٹیاں اور دوسرے کے پاس پانچ روٹیاں تھیں۔

اتنے میں ایک مسافر وہاں سے گزرا اس نے انہیں سلام کیا انہوں نے وعلیکم السلام کہا اور اسے بھی کھانے کی دعوت دے دی اس آدمی نے ان کی دعوت قبول کر لی اور کھانے میں شریک ہو گیا۔

اور تینوں آدمیوں نے وہ آٹھ روٹیاں کھالیں اب جاتے جاتے اس مسافر نے آٹھ درہم ان دونوں کو دیئے کہ یہ تم دونوں کے لیے ہیں۔

مسافر کے جانے کے بعد ان دونوں میں جھگڑا ہو گیا پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میں پانچ درہم لوں گا اور تین درہم تمہیں دوں گا کیونکہ تمہاری صرف تین روٹیاں ہیں۔

تین روٹیوں والے نے کہا نہیں درہم برابر تقسیم ہوں گے مجھے چار درہم چاہیے۔

جب معاملہ کسی طرح حل نہ ہوا تو وہ دونوں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلہ کرانے پہنچے اور سارا معاملہ پیش کیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا جس کی تین روٹیاں تھیں کہ یہ تین درہم لے لو جو تمہارا ساتھی دے رہا ہے۔

وہ کہنے لگا کہ میں اس غیر منصفانہ فیصلے پر راضی نہیں ہوں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ غیر منصفانہ فیصلہ نہیں ہے اگر انصاف کیا جائے تو تمہیں ایک ہی درہم ملے گا اور تمہارے ساتھی کو سات درہم ملیں گے یہ سن کر اس شخص نے کہا: سبحان اللہ! آپ مجھے سمجھا دیجیے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تم تین آدمی تھے اور آٹھ روٹیاں، اگر ایک روٹی کے تین ٹکڑے کیے جائیں تو آٹھ روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے بنیں گے۔

گویا تین آدمیوں نے چوبیس ٹکڑے کھائے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کس نے کم کھائے اور کس نے زیادہ اس لیے ان روٹیوں کے ٹکڑوں کو برابر کر لو۔

اب ہر شخص نے آٹھ ٹکڑے کھائے۔

تمہاری تین روٹیوں کے نو ٹکڑے ہوئے آٹھ تم نے کھائے اور ایک اس مسافر نے اور تمہارے ساتھی کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ۱۵ ٹکڑے ہوئے آٹھ اس نے کھائے اور سات اس مسافر نے۔ اس طرح اس مسافر نے تمہاری روٹی سے صرف ایک ٹکڑا کھایا اس لیے تمہیں روٹی کے ٹکڑے کے عوض ایک درہم اور تمہارے ساتھی کو اس کی روٹی کے ٹکڑوں کے عوض سات درہم ملنے چاہیے۔

یہ فیصلہ سُن کر دونوں اشخاص خوشی خوشی چلے گئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

زرہ اور یہودی

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ایک قیمتی زرہ گم ہو گئی تھی ایک دن آپ نے وہ زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی اس سے پوچھا: یہ زرہ تمہارے پاس کہاں سے آئی؟

اس یہودی نے کہا: یہ زرہ تو میری ہے۔

قاضی کی عدالت میں مقدمہ گیا۔

قاضی نے حضرت علی سے پوچھا: آپ کے پاس کوئی گواہ ہے جو یہ گواہی دے کہ یہ زرہ آپ کی ہے؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا بیٹا اور میرا غلام اس بات کے گواہ ہیں۔

قاضی نے کہا:

بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں اور غلام کی گواہی آقا کے حق میں قبول نہیں کی جا سکتی اس کے علاوہ کوئی گواہ ہے تو بتایئے۔

آپ نے فرمایا: اس کے علاوہ تو میرے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔

قاضی نے کہا: پھر یہ زرہ یہودی کے پاس ہی رہے گی۔

آپ نے اس فیصلے کو قبول کر لیا۔

یہ فیصلہ سن کر یہودی حیران رہ گیا۔

اس نے روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کہا: امیر المومنین! یہ زرہ آپ ہی کی ہے آپ ہی کا دین سچا دین ہے میں دین اسلام قبول کرتا ہوں اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نازک حالات

ہجرت کے گیارہویں سال نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کے لیے یہ شدید صدمہ تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دیگر صحابہ کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کو غسل دیا اسامہ بن زید، عبدالرحمٰن بن عوف، فضل بن عباس اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مل کر آپ کو قبر میں اتارا۔

نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق خلیفہ منتخب ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے آپ کو بڑی محبت تھی خلافت کے معاملات میں آپ ان سے مشورے لیا کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد سیدہ فاطمہ بھی انتقال کر گئیں۔

جب سیدنا ابو بکر صدیق کا وصال ہوا تو آپ نے فرمایا:

آپ پر اللہ کی رحمت ہو آپ رسول اللہ ﷺ کے پیارے ساتھی اور مدد کرنے والے اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے اور دین کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے تھے۔

سیدنا ابو بکر صدیق کے بعد سیدنا عمر فاروق کی خلافت کا دور شروع ہوا۔

سیدنا عمر فاروق کی مجلسِ شوریٰ میں آپ اہم رکن تھے مسلمانوں کے درمیان جن مقدمات کا فیصلہ دوسرے صحابہ نہ کر پاتے وہ مقدمات آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے اور ان کا فیصلہ آپ فرماتے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیدنا عمر فاروق فرماتے تھے کہ ہم میں سب سے بڑے قاضی حضرت علی ہیں۔

گویا اس وقت کے چیف جسٹس سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے

ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق نے ایک فیصلہ دیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس مقدمے میں اپنی رائے دی۔

سیدنا عمر فاروق نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے کو درست قرار دیا۔

سیدنا عمر فاروق آپ سے بڑی محبت کرتے تھے ۱۶ ہجری میں جب سیدنا عمر فاروق بیت المقدس کے سفر پر روانہ ہوئے تو اپنا قائم مقام سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی کو بنایا۔

ایک موقع پر سیدنا عمر نے چاہا کہ اسلامی لشکر کی کمان وہ خود سنبھالیں لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ مدینے کو ہرگز نہ چھوڑیں۔

چنانچہ سیدنا عمر فاروق کو آپ کا مشورہ ماننا پڑا سیدنا عمر فاروق جب قاتلانہ حملہ میں شدید زخمی ہوگئے تو آپ نے خلافت کے لیے چھ نام تجویز کیے جن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نام بھی شامل تھا۔

سیدنا عمر فاروق کی شہادت کے بعد سیدنا عثمان غنی کو خلیفہ چن لیا گیا۔

سیدنا عثمان کی خلافت کے دوران آپ بھرپور طریقے سے ان کی مدد کرتے رہے۔

پھر جب باغیوں نے فسادات کیے تو آپ نے بہترین مشورے دیئے مگر سیدنا عثمان غنی اپنی نرم مزاجی کی وجہ سے سخت اقدام سے گریز کرتے رہے۔

آخر باغیوں نے سیدنا عثمان کو بھی شہید کر دیا سیدنا عثمان غنی کی شہادت کے بعد مدینے میں افراتفری کا سماں تھا شہر پر باغیوں کا قبضہ تھا اور حالات بہت نازک ہو چکے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

منصبِ خلافت

اس نازک وقت میں لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ خلافت کی ذمہ داری سنبھال لیں، لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ذمہ داری اٹھانے سے انکار کر دیا لوگوں کا اصرار بڑھتا جا رہا تھا۔

مہاجرین، انصار اور مدینے کے دیگر مسلمانوں نے سخت اصرار کیا تو آپ نے اس ذمہ داری کو قبول کر لیا اور شہادتِ عثمان کے تین دن بعد مسجد نبوی میں لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ راشد بن گئے لیکن حالات ابھی تک بہت نازک تھے آپ کے علاوہ کوئی اور شخص ہوتا تو ان حالات میں کب کی ہمت ہار چکا ہوتا لیکن یہ آپ ہی کی جرأت، علم و ذہانت، جواں مردی تھی کہ آپ ان تمام دشواریوں کا جو آپ کے سامنے آئیں ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

سیدنا عثمانِ غنی کی شہادت کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا قاتلانِ عثمان سے قصاص لینا تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قصاصِ عثمان کا مطالبہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کرام کی یہ دلی خواہش تھی کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہر صورت گرفتار ہونا چاہیے لیکن معاملہ اتنا آسان نہ تھا جن لوگوں نے سیدنا عثمان کے گھر کا گھیراؤ کیا تھا ان کی تعداد ہزاروں میں تھی۔

ان ہزاروں لوگوں میں قاتل کون ہے؟ معلوم کرنا بہت مشکل تھا نہ کسی کے خلاف کوئی ثبوت اور نہ کوئی گواہ۔

اس موقع پر دانا دشمن یا نادان دوستوں نے یہ خبر عام کردی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ قاتلانِ عثمان کو جان بوجھ کر گرفتار نہیں کرنا چاہتے اس افواہ بے بدگمانی کو خوب ہوا دی اس بدگمانی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ باغی حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے۔

اسلام کا قانونِ شہادت کہتا ہے کہ بغیر کسی گواہ اور ثبوت کے کسی کو قاتل نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

دوسری جانب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تمام صوبوں میں نئے گورنر بھی بھیج دیئے لیکن شام کے گورنر سیدنا امیر معاویہ نے گورنری سے ہٹنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جب تک سیدنا عثمان غنی کے قاتل گرفتار نہیں ہوتے وہ گورنری سے دست بردار نہیں ہوں گے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جنگِ جمل

سیدنا عثمان کی شہادت اس وقت ہوئی تھی جب زیادہ تر لوگ حج پر گئے ہوئے تھے اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بھی حج کے لیے مکہ تشریف لے گئی تھیں راستے میں جب سیدنا عثمان غنی کی شہادت کی خبر ملی تو راستے ہی سے واپس لوٹ گئیں

سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر بھی مکہ پہنچ گئے اور مدینے کے حالات سے آگاہ کیا

اہلِ مکہ اُم المومنین کی واپسی پر حیران تھے انہوں نے ام المومنین سے واپسی کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

عثمان مظلوم شہید کر دیے گئے اور فتنہ دبتا ہوا نظر نہیں آرہا۔

عام مسلمان کا قتل نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا چہ جائیکہ خلیفہ وقت کا قتل۔

مسلمان قصاص کے لیے بے چین تھے وہ قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہتے تھے۔

اس پر ہزاروں مسلمان ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ، سیدنا زبیر، سیدنا طلحہ کی پکار پر جمع ہوگئے اور بصرہ پہنچ گئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جب ان حالات کی خبر ملی تو آپ بھی اپنا لشکر لے کر بصرہ پہنچے اور صلح کی کوشش کی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ نے اپنے آنے کی وجہ بیان کی کہ عثمانِ غنی کی شہادت کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے اسلام کی عزت کے لیے نہایت ضروری ہے کہ قاتلوں کو سزا دی جائے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اُم المومنین کے مؤقف کو تسلیم کیا اور اپنی مشکلات کا ذکر کیا سیدنا عثمان غنی کے خون کا بدلہ تو وہ بھی لینا چاہتے ہیں۔

لیکن اس کے لیے قاتل معلوم ہونا چاہیے وہاں تو ہزاروں باغی کہہ رہے ہیں: ہم نے قتل کیا ہے عثمان غنی کو، کوئی ثبوت بھی نہیں پھر ہزاروں باغی تائب ہو کر فوج میں بھی شامل ہو چکے ہیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ان کی مشکلات کو سمجھ گئیں اور صلح ہو گئی۔ لوگوں نے جب صلح کا سُنا تو رات نہایت بے فکری سے گزاری۔

اب دوسری جانب عبداللہ ابن سبا کے پیروکار جو یہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے درمیان جنگ چھڑے وہ پوری رات جاگتے رہے ان میں سے اکثر تو وہ لوگ تھے جو سیدنا عثمانِ غنی کے قتل میں شریک تھے، انہیں یہ خوف بھی تھا کہ صلح ہو گئی تو انہیں نقصان پہنچے گا۔

ان شریر منافقین نے رات ہی کو فیصلہ کیا اور منہ اندھیرے ہی رات کی تاریکی میں جنگ چھیڑ دی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے سمجھا کہ سیدہ عائشہ کے لشکر نے حملہ کر دیا ہے اور سیدہ عائشہ کا لشکر سمجھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے حملہ کر دیا ہے اس طرح منافقین کی سازش سے بغیر کسی ارادے کے اس جنگ کا آغاز ہوا۔

اور منافقین کی اس سازش کی وجہ سے سینکڑوں مسلمان اس جنگ میں شہید ہو گئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سبائیوں کی ایک کوشش یہ بھی تھی کہ کسی طرح ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کو شہید کردیں انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ کے ہودج کو اپنے تیروں پر رکھ لیا لیکن یہ صرف منافقین کی کوشش تھی بالآخر اس جنگ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فتح حاصل ہوئی فتح کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ کا حال معلوم کرنے کے لیے ان کے بھائی محمد بن ابی بکر کو بھیجا۔

پھر خود جا کر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ سے عرض کی:

اے میری امی جان! آپ کیسی ہیں؟

سیدہ عائشہ صدیقہ نے فرمایا: میں خیریت سے ہوں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ نے بھی فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری بھی مغفرت فرمائے۔

آپ نے فرمایا: یہ لڑائی غلط فہمی کا نتیجہ تھی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ سچ کہتی ہیں آپ ہماری ماں ہیں اور آپ کی عزت اور احترام ہم پر واجب ہے اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں چند دن بصرہ میں آرام اور آسائش کے ساتھ ٹھہرایا پھر ان کے بھائی کے ہمراہ مدینے روانہ کیا۔

بچو! یہ لڑائی غلط فہمی اور منافقین کی شرارت کا نتیجہ تھی ام المومنین عائشہ صدیقہ جنگ کے دوران اونٹ پر سوار تھیں اس لیے اس لڑائی کو جنگ جمل کہا جاتا ہے اس جنگ کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہ اس غلط فہمی کے نتیجے میں ہونے والی جنگ کو یاد کر کے روتی رہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

توھین عائشہ کی سزا

کوفہ میں دو شخص رہا کرتے تھے یہ دونوں سیدہ عائشہ صدیقہ کے دروازے پر گئے اور آپ کی شان میں گستاخی کی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علم میں جب یہ بات آئی تو ان دونوں کو طلب کیا پھر فرمایا: میں انہیں قتل کر دوں گا۔

لیکن پھر سزا میں تخفیف کر دی پھر ان کے کپڑے اتروا کر ان کو سو سو کوڑے مارے گئے۔

جنگِ صفین

جنگ جمل کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ دارالخلافہ جو مدینہ میں ہے اس کو منتقل کر دیا جائے تاکہ شہر نبی فسادات اور جھگڑوں سے محفوظ رہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۳۶ ہجری میں کوفے روانہ ہوئے اور اور کوفہ کو دارالحکومت قرار دیا۔

اس کے بعد آپ نے سیدنا امیر معاویہ سے خط و کتابت کی کہ تم بیعت کر لو۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو آپ ہمارے حوالے کر دیں تو میں اور شام کے دیگر لوگ آپ کی بیعت کر لیں گے۔

خط و کتابت کے باوجود صلح کی کوئی راہ ہموار نہ ہو سکی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صفین کے مقام پر جنگ ہوئی یہ جنگ کئی دن جاری رہی۔ منافق اور فسادی لوگوں کی وجہ سے دونوں طرف کے مسلمانوں کا خون بہتا رہا۔ انہی لوگوں کی وجہ سے صلح کی کوششیں بھی ناکام ہوتی رہیں۔ جنگ جاری تھی اور شامی فوج کے قدم اکھڑ رہے تھے اس صورتِ حال کو دیکھ کر شامی فوج کا ایک دستہ نیزوں پر قرآن باندھے ہوئے آگے بڑھا اور کہنے لگا: ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فوج نے قرآن کریم دیکھ کر لڑائی روک دی۔

ثالثوں کا فیصلہ

مسلمانوں کے درمیان یہ پایا کہ وہ دو ثالث مقرر کرلیں۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ثالث مقرر ہوئے اور سیدنا عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے۔

ان دونوں افراد سے کہا گیا کہ رمضان تک اپنا فیصلہ دے دیں اس کے بعد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق کی جانب اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کوفے کی جانب روانہ ہوگئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں چند فسادیوں نے پھر فساد شروع کر دیا ان میں ایک گروہ کہنے لگا قرآن کو چھوڑ کر انسانوں کو ثالث بنانا گناہ ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دونوں گروہ ذرا ذرا سی بات پر تلواریں نکال لیتے تھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ انہیں بڑی مشکلوں سے کوفہ لائے۔

کوفے پہنچ کر یہ افراد جو کہتے تھے کہ قرآن کے علاوہ ثالث بنانا گناہ ہے فوج سے الگ ہو گئے انہی لوگوں کو خارجی کہا جاتا ہے۔

ثالثوں کو رمضان تک فیصلہ کا وقت دیا گیا تھا۔

دونوں ثالثوں نے فیصلہ کر دیا مگر یہ فیصلہ ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فیصلہ یہ تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں میں سے کسی کو خلیفہ مقرر نہ کیا جائے انہیں چھوڑ کر مسلمان جسے چاہیں اپنا خلیفہ مقرر کر لیں۔

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلافت سے الگ کر دیا ہے میں ان کی جگہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں اس فیصلے سے شور مچ گیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں نے اس فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خارجیوں سے جنگ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ دمشق کی جانب فوج لے کر بڑھنا چاہتے تھے لیکن خارجیوں نے ہر طرف فساد برپا کر رکھا تھا وہ جگہ جگہ لوگوں سے لوٹ مار کرتے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پہلے خارجیوں کے فتنے کو ختم کرنا ضروری سمجھا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نہروان کے مقام پر خارجیوں سے شدید جنگ لڑی اور ان میں سے اکثر کو تہ تیغ کر دیا اس جنگ کے بعد باقی ماندہ خارجی بدلہ لینے کے لیے بے چین تھے۔

خارجیوں نے منصوبہ بنایا کہ تین آدمیوں کو قتل کر دیا جائے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ۔

ابھی یہ میٹنگ ہو ہی رہی تھی کہ ان میں سے ایک بدبخت عبدالرحمٰن بن ملجم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لیے اپنا نام پیش کر دیا۔

دوسرا شخص جس کا نام حجاج بن عبداللہ صریحی تھا اس نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا بیڑا اٹھایا۔

تیسرے شخص نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے اپنا نام پیش کیا اس کا نام عمرو ابن بکیر تھا۔

ان تینوں نے یہ طے کیا ۲۰ رمضان کو ہم تینوں ایک ہی وقت میں فجر کی نماز کے وقت ان پر حملہ کریں گے پھر یہ تینوں وہاں سے جدا ہو گئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے والا وقت پر پہنچ گیا اور اس نے امیر معاویہ پر حملہ بھی کر دیا لیکن امیر معاویہ نے زرہ پہن رکھی تھی اس لیے یہ حملہ آور ناکام رہا اور گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قاتل بھی وقت پر پہنچ گیا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا اس لیے کہ اس دن بیماری کی وجہ سے حضرت عمرو بن العاص نماز کے لیے مسجد نہ آ سکے اور جو شخص آپ کی جگہ امامت کر رہا تھا اس قاتل نے عمرو بن العاص سمجھ کر اسے شہید کر دیا

بعد میں اس قاتل کو بھی قتل کر دیا گیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قاتل

عبدالرحمٰن بن ملجم کوفہ پہنچ چکا تھا اور مقررہ تاریخ اور وقت کا انتظار کر رہا تھا کہ اس کی نگاہ ایک عورت قطامہ پر پڑی اس عورت کا باپ اور بھائی جنگ نہروان میں قتل ہوئے تھے۔

یہ عورت بہت خوبصورت تھی اس کے حسن و جمال میں کوئی اس کا ثانی نہیں تھا۔

ابن ملجم اس کے حسن کو دیکھ کر اس کا دیوانہ ہو گیا اور اس عورت کو نکاح کا پیغام دے دیا۔ قطامہ نے کہا: میں تجھ سے اس شرط پر نکاح کروں گی تو مجھے مہر میں یہ چیزیں دے۔

۱۔ تین ہزار درہم

۲۔ ایک غلام

۳۔ اور علی ابن ابی طالب کا سر

ابن ملجم نے قطامہ سے پوچھا کہ کیا یہ تیرا مہر ہو گا؟

قطامہ نے کہا: ہاں یہ میرا مہر ہو گا

ابن ملجم نے کہا: خدا کی قسم! میں تو اس شہر میں آیا ہی اسی مقصد کے لیے ہوں تیری ہر خواہش ضرور پوری کروں گا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شہادت

رات کا اندھیرا چار سو پھیل چکا تھا اتنی تاریک رات تو پہلے کبھی نہ تھی غضب کا سناٹا تھا۔

بدبخت ابن ملجم اس تاریخ کا شدت سے منتظر تھا قطامہ کی خواہش نے اس کی بے تابی میں اور اضافہ کر دیا تھا اور آج کی صبح یہ بدبخت اپنی زندگی کا سب سے بڑا جرم کرنے جا رہا تھا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ روزانہ جس راستے سے فجر کی نماز کے لیے گزرتے تھے یہ بدبخت وہیں گھات لگا کر بیٹھ گیا اور جیسے ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے اس نے ان پر وار کر دیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ گر گئے اور باآوازِ بلند فرمایا: حملہ آور بھاگنے نہ پائے۔

حملہ آور کو پکڑ لیا گیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شہزادوں امام حسن اور امام حسین کو بلایا اور کچھ نصیحتیں کیں اپنے قاتل کے بارے میں فرمایا: اسے اچھا کھانا کھلاؤ، اچھے طریقے سے رکھنا، اگر میں اچھا ہو گیا تو میں اس معاملے پر خود غور کروں گا اور اگر شہید ہو گیا تو اس کو بھی قتل کر دینا اور کوئی زیادتی نہ کرنا اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

ابن ملجم نے جس تلوار سے وار کیا تھا وہ زہر میں بجھی ہوئی تھی زخم کے رستے زہر پورے جسم میں پھیل گیا اور ۲۱ رمضان کو آپ شہید ہو گئے شہادت کے وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نصیحت

ابن ملجم کے وار سے جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو سیدنا امام حسن روتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے امام حسن کو وصیت کی:

بیٹے! میری ان چار باتوں کے ساتھ چار باتوں کو یاد رکھنا

سب سے بڑی تونگری عقل کی توانائی ہے۔

حماقت سے زیادہ کوئی مفلسی اور تنگدستی نہیں۔

غرور و تکبر سب سے سخت وحشت ہے۔

سب سے عظیم خلق کرم ہے۔

شہزادے نے عرض کی: باباجان! دوسری چار باتیں بھی ارشاد فرمادیں۔

احمق کی محبت سے بچو کیونکہ وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہتا ہے مگر نقصان پہنچادیتا ہے۔

جھوٹے سے بچو کیونکہ وہ دور کو قریب اور قریب کو دور کر دیتا ہے۔

کنجوس سے بچو کیونکہ وہ تمہیں ان چیزوں سے چھڑادے گا جن کی تمہیں ضرورت ہے۔

فاجر سے کنارہ کش رہو کیونکہ وہ تمہیں تھوڑی سی چیز کے بدلے فروخت کر ڈالے گا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کیا آپ چاہتے ہیں؟ آپ کے بچے کو معلوم ہو

قرآن کریم کا پیغام — انبیاء کرام کی جدوجہد

اقوام عالم کے عروج وزوال کے اسباب — نبی کریم ﷺ کی سیرت

خلافتِ راشدہ کا سنہری عہد — اسلام کی تاریخ

اولیاء اللہ کی زندگی کے حالات وواقعات — اسلام قبول کرنے والے نومسلموں کی داستان

تو آج ہی سنہری کتابوں کا سیٹ خرید کر اپنے بچوں، بھانجوں، بھتیجوں کو تحفے میں دیجیے

کیونکہ کتاب بہترین دوست ہے

READ FOR LIFE

اسلامک ریسرچ سوسائٹی کراچی

0332-2463260, 0313-2798801

ismail.budauni@gmail.com

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar